باران رحمت

ماہ رمضان اور روزہ

قائد انقلاب اسلامی امام خامنہ ای کے بیانات میں

ناشر
مطہری فکری و ثقافتی مرکز


بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب : باران رحمت

اثر : قائد انقلاب اسلامی امام خامنہ ای

ترجمہ : گروہ مترجمین

تصحیح : سجاد حیدر صفوی

نظر ثانی : شمشاد حسین

کمپوزنگ : طاہر حسین

سرورق : مجتبیٰ

سال طبع : 2012

چاپ : اول

ناشر : مطہری فکری و ثقافتی مرکز

فہرست

مقدمہ

خورشید ولایت کو الفاظ کے آئینے میں منعکس نہیں کیا جا سکتا البتہ حتی المقدور کوشش کی جا سکتی ہے کہ اس کے جمال و کمال کا ایک جلوہ دکھایا جا سکے۔ اس تحریر کے فریم میں اس مرد خدا کی کمالات سے بھرپور زندگی کی تصویر دکھائی جا رہی ہے جو عترت اطہارؑ کی نسل کا ایک پاکیزہ انسان، قبیلہ اہل بیت کا ایک سید، علی و زہرا کا فرزند، کاروان تشیع کا ایک مسافر، سرزمین کربلا کا پیغمبر، چاہ تنہائی سے درد دل بیان کرنے والا، بے درد افراد کی بستی میں ایک اجنبی، جاہلوں کی تیغ جفا کا زخم خوردہ، تنگ نظر حاسدوں کے حسد کا شکار، جاں بکف عاشقوں کا محبوب، حسنی صبر کا ایک مجسم نمونہ، شجرہ حسینی کی ایک غیر تمند شاخ، کہکشان علمائے تشیع کا ایک آفتاب عالم تاب، گلستان آزادی کا سید و سردار، مشہد شہادت کا ایک شاہد، مصلحتوں کی نیام میں ایک ذو لفقار اور۔

ان تمام ٹکڑوں کو حسن و سلیقہ کے ساتھ جوڑا جائے تو ایک ایسے انسان کا آفتابی چہرہ نظر آئے گا جو اقتدار کی معراج پر ہوتے ہوئے مظلوم اور اعلیٰ وارفع مقام و مرتبہ رکھتے ہوئے نہایت متواضع ہے۔

ایک خاکی ولایت مدار اور آسمانی خاکسار جو زمانے کے جسم میں امام زمانہ کی روح، چشمہ فرج کا پیاسا، زمزمِ جمکران سے سیراب، غازی عباس جیسا علمدار جو ذوالفقار جیسی صلابت رکھتا ہے اور ایسا ہاتھ رکھتا ہے جو علقمہ کی وفا اور فرات و کربلا کی یاد دلاتا ہے۔

مظلوموں کی پناہ، شکستہ دلوں کے لئے جائے امن و اماں، نا امیدوں کی امید، فرزندان خمینی کا روحانی باپ، رہروان راہ علوی کا قافلہ سالار، محاذ مہدوی کا سپاہی، جس کے ہاتھ فداکاری کی علامت، ذمہ دار کاندھوں پر بسیجی رومال، مضبوط ہاتھوں میں عصائے توکل اور آنکھوں پر بصیرت کا چشمہ ہے۔

جو مادیات سے پاک و منزہ ایک فقیہ، رہروان راہ شریعت کا رہبر، مرجعیت جس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے لیکن وہ مرجعیت سے گریزاں ہے۔ وہ رہبر جو جانماز و سحر کا چلہ نشیں، فکہ و شلمچہ کے محرابوں کا معتکف، وادی شعر و ادب کا شہسوار، فقہ و حدیث سے باخبر، سیرت و تاریخ کے میدان کا غازی، رجال و درایہ پر تنقیدی نگاہ رکھنے والا، اخلاق و تربیت کا ماہر استاد، ترتیل و قرائت میں بے بدیل، میدان سیاست میں یگانہ روزگار، بیان و بلاغت میں بے مثال، رہبری و قیادت کو شرف بخشنے والا اور سیادت و سرداری کا درس دینے والا ہے۔

جوان جس کی نصیحتوں پر ہمہ تن گوش، بوڑھے جس کی جوان روح کے پیاسے، واعظین جس کے بیانات کے خوشہ چین، ذاکرین جس کے ابتکاری نکات سے بہرہ مند، قاریان قرآن جس کی نگاہوں کے منتظر اور صاحبان تہجد جس کے اشکوں اور آہ سحر گاہی کے اسیر ہیں۔

اہل ذوق اس کی روح کے شیفتہ، اہل ادب اس کی فکر نو کے شیدائی، اہل دل اس کی شراب معرفت سے مخمور اور مجاہدین اسلام اس کی عاشورائی روح کے مشتاق ہیں۔

اہل قلم اس کے قلم کی قدرت سے حیراں، اہل سخن اس کی جولانئ طبع سے مدہوش، اہل سیاست اس کی سیاسی بصیرت پہ انگشت بدنداں، ماہرین تہذیب و ثقافت اس کے عمق فکر سے حیرت زدہ اور صاحبان مطالعہ اس کی کتابخوانی پر رشک کرتے ہیں۔

ادباء اس کی فصاحت کے گواہ، فقہا اس کی فقہی گہرائیوں کے معترف، اہل ہنر اس کی ذوقِ ہنری سے مبہوت، شعراء اس کی ظرافت طبع کے گرویدہ اور خطباء اس کے سلاست بیان کے سامنے خم ہیں۔

اس کے مرید اس کی جامعیت پر مسرور، رہرووں کو اس کی رہبری پر فخر، قائدین اس کے ثبات قدم کے محتاج، سربراہان مملکت اس کے اصول پسندی کے باادب شاگرد اور سائلین اس کی کرامت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

عزت حسینی جس کا مرام، خدمت خلق جس کا پیغام، کار و کوشش جس کی امید، علمی مراکز کی بیداری جس کی توقع، جوانوں کا ایمان جس کا اعتماد، قومی یکجہتی جس کی آرزو، قم جس کی شیریں یادوں کی جگہ، ایران جس کی امت کا مسکن، امت جس کی امامت کی حامی، محراب جس کی حسینی روح کا محاذ، نماز جمعہ جس کے مقصد کا مورچہ، ولایت فقیہ جس کے امام و استاد خمینی کبیر کا راستہ، اور فقہ و اصول و تفسیر و حدیث کے دروس جس کی فقاہت کی دلیل ہیں۔

یہی وہ کمالات ہیں جنہوں نے دلوں کو اس کا اسیر بنالیا ہے اور جانیں جس پر قربان ہونے کے لئے کفن بسر کھڑی ہیں۔

یہی ہے نگارستان ولایت کی وہ خوبصورت تصویر جس کے سر پر مہدی فاطمہ حضرت حجت عج اللہ فرجہ الشریف کی نیابت کا تاج ہے۔

جی ہاں یہ کوئی اور نہیں بلکہ انقلاب اسلامی کے قائد، خمینی کبیر کے خلف صالح، ولی امر مسلمین، دنیائے شیعیت کے مقتدا اور عظیم الشان مرجع آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کی ذات والا صفات ہے۔

خدا کرے یہ خوبصورت تصویر زمانے کی تیز و تند ہواؤں کے ساتھ اٹھنے والے گرد و غبار سے ہمیشہ محفوظ رہے اور ہم چراغ ولایت کی روشنی میں عشق و محبت کا راستہ طے کرتے رہیں۔

" پیغام ولایت " کے عنوان سے پیش نظر سیریز اسی چراغ ولایت کے نور کی کچھ شعائیں ہیں جو ہمارے لئے " چراغ راہ " کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ کتابیں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہیں اسی چراغ کی کچھ شعائیں ہیں جن کی روشنی میں " اسلام " کی حقیقی تصویر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

بسمہ تعالی

خدائی ضیافت میں خوش آمدید

خدایا! ہم اپنے پورے وجود، مکمل شعور اور احساسات کے ساتھ تیرا شکرادا کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں مزید ایک ماہ رمضان درک کرنے اور اپنی خدائی اور معنوی ضیافت سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ اگراس عظیم لطف خدا کے ساتھ ہمیں یہ توفیق بھی مل جائے کہ ہم اس دفعہ خدائی ضیافت سے حقیقی استفادہ کر سکیں اور خدا کے خوان نعمت واحسان سے بہرہ مند ہوں اور عمر کی آخری سانس تک اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے رہیں تب بھی حقیقی شکر ادا نہیں کرسکتے۔ میں آپ عزیز برادارن اور محترم خواہران کو خدائی بزم ضیافت میں شامل ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ماہ رمضان المبارک کے پہلے جمعہ کا خطبہ ۱۹۹۸/۱/۲

☆☆☆

آپ کو خدائی ضیافت میں دعوت دی گئی ہے

ماہ مبارک رمضان شروع ہونے سے پہلے پیغمبر عظیم الشان اسلام، لوگوں کو اس اہم، باعظمت اور بابرکت مہینہ میں داخل ہونے کے لئے آمادہ کرتے تھے:"قد اقبل الیکم شھر الله بالبرکۃ والرحمۃ""لوگو! تمہاری طرف ماہ خدااپنی تمام برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ آرہاہے۔" رسول اکرم ﷺ ماہ شعبان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں فرماتے تھے:"شھر دعیتم فیہ الی ضیافۃ الله" یہ ایسا مہینہ ہے جس میں تمہیں خدائی ضیافت کی جانب دعوت دی گئی ہے۔ خوداسی جملہ پر غور و فکر کرنے

کی ضرورت ہے؛ خدائی ضیافت کی دعوت میں مجبور نہیں کیا گیا ہے کہ سارے لوگ اس دعوت سے مستفید ہوں؛ اسے ایک فریضہ کی صورت دی گئی ہے لیکن یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اس ضیافت سے فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں۔ بعض افراد کو اس عظیم دعوت کے سلسلہ میں ذرا سی بھی فرصت نہیں ملتی ہے کہ وہ اس دعوت نامہ پر توجہ دیں۔ وہ مادی دنیا میں اتنا غرق ہیں کہ ماہ رمضان کے آنے اور جانے کی جانب متوجہ ہی نہیں ہوتے ہیں۔ انہیں ماہ رمضان کے شروع ہونے کا علم ہوتا ہے کہ لیکن وہ اس کے مہمان نہیں بنتے ہیں۔

جن لوگوں پر خدا نے لطف و کرم نہیں کیا ہے اور انہیں توفیق نہیں دی ہے اور وہ بغیر کسی عذر کے روزہ ترک کردیتے ہیں یا تلاوت قرآن اور ماہ رمضان کی دعاؤں سے محروم رہتے ہیں؛ یہ ایسے ہی لوگ ہیں۔ بعض ایسے افراد جو اس ضیافت میں نہیں جاتے ہیں، ان کا معاملہ تو واضح ہے۔ ہمارے جیسے بہت سے مسلمان اس بزم ضیافت میں قدم رکھتے ہیں لیکن اس سے یکساں طور پر استفادہ نہیں کرتے؛ بعض لوگ اس فرصت سے بہت مستفید ہوتے ہیں۔

تہران نماز جمعہ کے خطبہ ۲۰۰۷/۹/۱۴

☆☆☆

ماہ رمضان آمادگی کے ساتھ شروع کیجئے

اس کائنات میں ہر برائی اور خرابی سے مقابلہ کا مستحکم اور حقیقی طریقہ کار؛ خدا سے رابطہ اور اپنے دل اور روح کو شیطان کے نفوذ اور تسلط سے محفوظ رکھنا ہے۔ اگر شیطان ان انسانوں کے دلوں پر مسلط نہیں ہوتا جو عالمی سطح پر بابرکت نتائج و اثرات کا منشاء ہیں، تو دنیا چین کی سانس لیتی اور لوگ امن و سلامتی سے بہرہ مند ہوتے۔ انسانیت کی ساری مشکلات کا سرچشمہ خدا سے دوری ہے۔ اسی وجہ سے اسلام میں خدا سے رابطہ کے خاص مواقع قرار دیئے گئے ہیں۔ ان مواقع میں سے ایک ماہ رجب ہے۔ ماہ رجب کی قدر جانئے۔ اس مہینے کی ساری دعائیں صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہیں بلکہ سبق آموز ہیں۔ ان دعاؤں کو

حضور قلب اور ان کے عمیق معانی سے واقفیت کے ساتھ اپنی زبان اور دل سے پڑھئے۔ اگر مسلمان بوڑھا ہو یا جوان، عورت ہو یا مرد، ماہ رجب اور اس کے بعد ماہ شعبان میں خداوند عالم سے اپنا رابطہ مستحکم کرلے اور اس سے مزید نزدیک ہوجائے تو آمادگی کے ساتھ ماہ رمضان میں قدم رکھتا ہے؛ ایسی صورت میں ماہ رمضان اس کے لئے الٰہی ضیافت کا درجہ رکھتا ہے۔ انسان کو پہلے آمادہ ہونا چاہئے اس کے بعد ضیافت میں جانا چاہئے۔

انسان کو ماہ رجب اور شعبان میں خود کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرنا چاہیے تاکہ وہ ماہ رمضان میں خدائی دعوت میں قدم رکھ سکے اور اس کے خوان نعمت سے مستفید ہوسکے۔ اگر ہم نے ماہ رمضان سے استفادہ کیا تو ہمارے اعمال، اخلاق، افکار اور طرز فکر و نظر سے ظاہر ہوگا کہ ہم نے ترقی کی ہے؛ ہم خود ہی اپنا معیار و میزان ثابت ہوں گے اور اپنی ترقی کی تشخیص دیں گے۔ ہم اس طرح کا امتحان نہیں لیتے ہیں؛ اسی وجہ سے اپنے وجود اور معاشرے میں مشکلات کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔

فوجی شہداء کے گھر والوں سے ملاقات کے موقع پر ۲۰۰۱/۶/۲۸

☆☆☆

خدا سے گفتگو کے لئے کوئی خاص زبان نہیں ہے

رجب اور شعبان کے مہینے انسان کے دل کو ماہ رمضان کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔ میرے عزیزو! میرے فرزندو! عزیز جوانو! اپنے پاکیزہ دلوں کو خدا کی جانب متوجہ کیجئے اور اس سے گفتگو کیجئے۔ خدا سے گفتگو کے لئے کوئی خاص زبان نہیں ہے؛ لیکن ہمارے معصومینؑ نے جنہوں نے قرب الٰہی کی منازل کو ایک کے بعد ایک طے کیا، خدا سے خوبصورت زبان میں گفتگو کی ہے۔ انہوں نے ہمیں خدا سے محو سخن ہونے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ یہ مناجات شعبانیہ، یہ خوبصورت اور معجزہ آسا الفاظ کے پیرائے میں ماہ رجب اور شعبان کی دعائیں، یہ بلند مضامین اور یہ ظریف اور نورانی معارف ہمارے دعا کرنے کا وسیلہ ہیں۔

کاشان، آران اور بید گل کی عوام سے ملاقات کے موقع پر ۲۰۰۱/۱۱/۱۱

☆☆☆

امام خمینی (رحمۃ اللہ علیہ) کی پسندیدہ دعا

رجب، شعبان اور رمضان؛ یہ مہینے (اپنے کردار اور اعمال پر) نظر ثانی کرنے کے بہترین مواقع ہیں۔ جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ اولیائے خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام مناجات شعبانیہ پابندی سے پڑھتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ امام خمینی (رہ) سے پوچھا: دعاؤں کے درمیان آپ کو کون سی دعا زیادہ پسند ہے؟ انہوں نے دو دعاؤں کا نام لیا؛ ایک مناجات شعبانیہ اور دوسری دعائے کمیل۔ ان دو دعاؤں میں بہت بلند مضامین ہیں۔ یہ دعائیں صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہیں؛ یعنی صرف اس لئے نہیں ہیں کہ انسان ماحول میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دے اور ان کلمات کو اپنی زبان پر جاری کرے۔ یہ بہت سطحی اور بہت کم ہے۔ اپنے دل کو ان مفاہیم سے آشنا بنانا چاہئے اور اسے اس لوگوں کے درمیان پھیلانا چاہئے۔ ان خوبصورت الفاظ کے قالب میں اتنے بلند معانی اور نمایاں مطالب اسی لئے ہیں کہ انسان کے دل میں اتر جائیں۔

"یوم پاسدار" کی مناسبت سے پاسداران انقلاب کے ج م غفیر سے خطاب ۵/۸/۲۰۰۳

☆☆☆

گذشتہ گناہوں کی مغفرت؛ایک صحیح روزے کی جزا

ماہ رمضان کے آخری لمحات میں ایک صحیح روزے، باوزن عمل اور خالصانہ و مخلصانہ عبادت کی اس طرح جزا دی جاتی ہے: "فقد غفر لکم ما سلف من ذنوبکم" گذشتہ گناہوں کی مغفرت کوئی معمولی جزا نہیں ہے! "فانظروا کیف تکونون فی ما تستا نفون" اب یہ دیکھو کہ آج سے جو نیا دن شروع کرنے جا رہے ہو اسے کس طرح شروع کرو گے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ یہ سوچیں اور کہیں کہ "ہم گناہ کریں تاکہ دوسرے ماہ رمضان میں بخش دیئے جائیں!" کسی کو بھی نہیں معلوم ہے کہ وہ آئندہ رمضان تک زندہ رہے گا یا نہیں۔ اس کے علاوہ جو گناہ جان بوجھ کر اور جسارت کے ساتھ انجام دیا جائے وہ انسان کے دل کو سیاہ اور تاریک کر دیتا ہے۔ ایسا

انسان آسانی کے ساتھ خالصانہ عبادت ہی نہیں کر پاتا ہے جس کی خاطر اس کے گناہ بخشے جائیں۔آپ اور ہم سب گناہوں سے پرہیز کرنے اور نیک عمل انجام دینے کی کوشش کریں۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو انسان کو سعادتمند بناتی ہے۔

خطبۂ نماز عید ۱۹۹۴/۳/۱۳

☆☆☆

خداوند عالم سے امام سجاد علیہ السلام کی چھ دعائیں

صحیفہ سجادیہ کی ایک دعا میں جو نافلہ اور نماز صبح کے درمیان پڑھی جاتی ہے، امام سجاد علیہ السلام سے یہ جملے منقول ہیں:"اللهم ارزقنی عقلاً کاملاً وعزماً ثاقباً و لباً راجحاً و قلباً زکیاً و علماً کثیراً و ادباً بارعاً"خدایا! مجھے عقل کامل، مضبوط ارادہ، لب راجح، پاکیزہ دل، علم کثیر اور ممتاز و درخشاں ادب عنایت فرما۔

خطبۂ نماز عید ۱۹۹۴/۳/۱۳

☆☆☆

"لباًراجحاً" یعنی . . .

"لب راجح" کا مطلب یہ ہے کہ میرے عمل کا باطن ظاہر سے بہتر ہو۔آپ ملاحظہ فرمایئے کہ امام سجاد علیہ السلام نے خدا سے کیسی درخواست کی ہے! "لباراجحاً"

آدمی دو طرح کے ہیں: کچھ ایسے افراد ہیں جن کا سب کچھ ان کے ظاہر میں ہے۔ ان کا ظاہر پرکشش، نمایاں اور بعض اوقات خضوع و خشوع پیدا کرنے والا ہے لیکن ان کا باطن ہیچ ہے، اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ انسانوں کی بدترین قسم ہے۔خدا کی پناہ (اس حالت سے)! لیکن ایک دوسری قسم کا آدمی ہے جس کا باطن اس کے ظاہر سے ممتاز ہے۔اس کا ظاہر جیسا بھی ہے، لیکن باطن ظاہر سے زیادہ خوبصورت ہے۔ امام سجاد علیہ السلام ہمیں یہ درس دے رہے ہیں کہ ہم خدا سے دعا کریں کہ ہم دوسری قسم کے افراد میں

سے ہوں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ دعا کا مطلب خدا سے صرف کچھ مانگنا نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے لئے درس بھی ہے۔ ریاکاری اور ہلکا پن پہلی قسم کے افراد سے مخصوص ہے۔ ایسا آدمی نہ جنگ کے موقع پر کام آتا ہے نہ مشکلات میں سہارا بن سکتا ہے اور نہ ہی اپنے دوش پر سنگین ذمہ داریاں اٹھا سکتا ہے۔ اس کے پاس جو کچھ بھی ہے، اس کا ظاہر ہے۔ لیکن اسلامی تربیت اس سے علیحدہ چیز ہے۔ اسلامی تربیت کی بنیاد یہ ہے کہ آپ اپنے ظاہر کا خیال رکھیں لیکن آپ کا باطن ظاہر سے بہتر ہو۔ کوئی یہ نہ کہے کہ "ظاہر چاہے جیسا ہو اصل تو باطن ہے" جی ہاں اصل باطن ہے لیکن ظاہر کو باطن کا مظہر ہونا چاہئے : "الظاهر عنوان الباطن" ظاہر کو بھی سنوارنا چاہئے۔ کسی کو بھی (ریاکاری سے بچنے کے لئے) غلط کام کرنے کا دکھاوا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کسی کے چہرے سے عبادت خدا کے اثرات نمایاں ہوں تو اس کا بہتر اور اچھا اثر ہوتا ہے۔ لیکن درعین حال باطن کو ظاہر سے زیادہ سنگین اور بہتر ہونا چاہئے۔

خطبۂ نماز عید ۱۳/۳/۱۹۹۴

☆☆☆

معنوی درجات حاصل کرنے کا اہم راز

تمام انبیاء، اولیاء، اوصیاء، صالحین اور صدیقین کی پوری کوشش یہی رہی ہے کہ انسان اپنے اندرونی دشمن یعنی نفس امارہ کا انکشاف کرے اور اس سے بچے۔ یہ معنوی اور الٰہی درجات حاصل کرنے کا اہم راز ہے۔ انسان اسی رہگذر سے فرشتوں سے بھی برتر ہو سکتا ہے۔ میرے عزیزو! ہم تمام لوگوں نے جنھوں نے ماہ مبارک رمضان گزارا ہے، انشاء اللہ کہ اپنی لیاقت و صلاحیت کے مطابق خدا کی ضیافت اور اس کے اس وسیع خوان نعمت سے استفادہ کیا ہے اور ہم میں سے ہر ایک نے ماہ رمضان سے کچھ نہ کچھ زاد راہ حاصل کیا ہے۔ اسی نتیجہ پر تکیہ کرتے ہوئے ہم سب آج ہی سے اپنے اندرونی اور نفسانی عیوب دور کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمارے اختیار میں ہے۔ "ومن جاهد فانما يجاهد لنفسه" اس کوشش کا جو بھی فائدہ ہوگا وہ پہلے مرحلے میں خود ہم سے متعلق ہے۔ ہم اپنی غلط

اور بری اخلاقی صفات تلاش کریں کیونکہ یہ اس کوشش کا ایک سخت مرحلہ ہے۔ ہم خود اپنے آپ پر فریفتہ نہ ہوں۔ اپنے عیوب دیکھیں اور انہیں ایک فہرست کی صورت میں اپنے سامنے رکھیں تاکہ کوشش کریں کہ ماہ رمضان سے حاصل کئے ہوئے اس توشۂ سفر کے ذریعہ جو رقت قلب، پاکیزگی ارادہ، خلوص اور انشاء اللہ مقبول اعمال ہیں، اس فہرست میں سے بعض چیزوں کو ختم کردیں۔ اگر ہم حسود ہیں تو حسد کو، اگر ہٹ دھرم ہیں تو ہٹ دھرمی کو، اگر میدان زندگی میں سست اور بے حال ہیں تو سستی اور کسالت کو، اگر دوسروں سے بددل اور بدخواہ ہیں تو بددلی اور بدخواہی کو، اگر وفائے عہد میں کمزور ہیں تو اس کمزوری کو اور اگر عہد شکن ہیں تو عہد شکنی کو دور کریں۔ جہاں تک ممکن ہو ہم اپنے اندر پائی جانے والے ہر اخلاقی عیب کو ماہ رمضان اور عید فطر کی برکت سے اپنے سیاہ اعمال کی فہرست سے محو کریں، اس پر ثابت قدم رہیں اور مزید آگے قدم بڑھائیں۔

یہ جان لیجئے کہ خداوند عالم اس راہ میں کوشش کرنے والوں کی مدد کرے گا۔ خدا منزل کمال تک رسائی کی راہ میں کی جانے والی کوششوں میں آپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا اور اس کا پہلا فائدہ خود شخص کو حاصل ہوگا۔

خطبۂ نماز عید ۱۹۹۵/۳/۲

☆☆☆

انسان تربیت کا محتاج ہے

خداوند عالم نے انسان کو اس طرح خلق کیا ہے کہ اسے تربیت کی ضرورت ہے۔ باہر سے بھی اس کی تربیت کی جانی چاہیے اور اندرونی طور پر اسے خود بھی اپنی تربیت کرتے رہنا چاہیے۔ معنوی مسائل میں ایک تربیت اس کی فکر اور قوائے عقلی کی تربیت ہے جسے تعلیم کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے اور ایک اسکے نفس، اس کی روحانی قوتوں اور قوۂ غضبیہ اور قوۂ شہویہ کی تربیت ہے جس کا نام تزکیہ ہے۔

اگر انسان کو درست تعلیم اور تربیت ملے تو یہ وہی مستعد مادہ ہے جو کسی مناسب کارخانے میں اپنی مطلوبہ صورت پاکر کمال حاصل کرتا ہے۔ وہ اس دنیا میں رہتا ہے تو اس کا وجود خیر و برکت کا سرچشمہ اور دنیا اور لوگوں کے دلوں کی آبادی و خوشحالی کا سبب بنتا ہے اور جب وہ دوسری دنیا میں جاتا ہے یعنی عالم آخرت میں قدم رکھتا ہے تو اس کا انجام ایسا ہوتا ہے جس کے ازل سے تمام انسان متمنی و مشتاق رہے ہیں یعنی نجات، سعادت مندانہ ابدی زندگی اور بہشت۔ اسی وجہ سے شروع سے نبی مکرم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء نے تعلیم و تزکیہ کو ہی اپنا ہدف قرار دیا ہے: "یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ" وہ انسانوں کی عقلی و فکری تربیت بھی کرتے ہیں اور روحانی و معنوی بھی۔

ہمیں جتنی بھی عبادات انجام دینے اور احکام شرعی پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے وہ سب اسی تزکیہ یا تربیت کے وسائل ہیں، یہ ہمیں کامل کرنے کے لئے ہیں؛ یہ ایک قسم کی ریاضت اور ورزش ہے۔ جس طرح اگر آپ ورزش نہ کریں تو آپ کا جسم کمزور و ناتواں ہو جائیگا اور خطروں کی آماجگاہ بن جائیگا۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا جسم طاقت و قوت، خوبصورتی اور مختلف صلاحیتوں کا حامل ہو تو آپ کے لئے ورزش کرنا ضروری ہے (اسی طرح) نماز، روزہ، انفاق، گناہوں سے پرہیز ورزش ہے؛ جھوٹ نہ بولنا ورزش ہے؛ انسانوں کے لئے خیر خواہی ورزش ہے۔ ان ورزشوں کے ذریعہ روح خوبصورت، مضبوط اور کامل ہوتی ہے۔ اگر یہ ورزش نہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ ہم ظاہری اعتبار سے بہت اچھے نظر آئیں لیکن ہمارا باطن، ناقص، نحیف و لاغر اور بیماریوں کے مقابلہ میں بے دست و پا ہوگا۔ روزہ ایک ایسی ہی ورزش کا نام ہے۔

ماہ مبارک رمضان کے پہلے جمعہ کا خطبہ ۲/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

روزہ کی شرط، نیت ہے

روزہ کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ انسان کچھ نہ کھائے پئے۔ نیت کی بنیاد پر کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ورنہ اگر آپ کو کسی دن کسی مشکل یا مصروفیت کی وجہ سے بارہ پندرہ گھنٹے تک کھانا کھانے کا موقع نہ ملے تو آپ کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ لیکن اگر یہی پرہیز آپ نے نیت کے ساتھ کیا "اجعلنا ممن نوی فعمل" "خدایا! ہمیں ان میں سے قرار دے جو نیت کرتے ہیں پھر عمل کرتے ہیں" نیت کرے اور اس کے بعد عمل انجام دے تو یہ وہ درخشاں گوہر بن جائیگا جو آپ کو حیثیت عطا کرے گا اور آپ کی روح کو قیمتی بنادے گا۔

روزہ کی شرط نیت ہے۔ نیت کا کیا مطلب ہے؟ یعنی اس عمل کو، اس کام کو، اس پرہیز اور مشق کو، خدائی سمت و سو میں، خدا کی راہ میں اور خدائی احکام بجالانے کے لئے انجام دینا۔ یہی وہ چیز ہے جو کسی بھی کام کو قدر و قیمت عطا کرتی ہے۔ اسی لئے آپ ماہ مبارک کی شب اول کی دعا میں پڑھتے ہیں: "اللھم اجعلنا ممن نوی فعمل ولا تجعلنا ممن شقی فکسل" کسالت، بے رغبتی اور جوش و جذبہ نہ ہونا کسی بھی کام کے لئے چاہے وہ مادی ہو یا معنوی، شقاوت و بدبختی ہے۔

ماہ مبارک رمضان کے پہلے جمعہ کا خطبہ ۲/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

تمام عبادتیں گناہوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہیں

روزہ، بہترین اعمال میں سے ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر اقدام نہ کرنا ہے، لیکن باطنی اعتبار سے اقدام کرنا ہے، ایک عمل اور مثبت کام ہے۔ چونکہ آپ اس عمل کی نیت کرتے ہیں اس لئے جب آپ روزہ شروع کرتے ہیں یعنی طلوع فجر کے بعد سے دن کے آخری حصہ تک آپ مستقل طور حالت عبادت میں ہیں۔ اگر سو جائیے پھر بھی عبادت کر رہے ہیں۔ یوں ہی راستہ چلیے تب بھی عبادت کر رہے ہیں۔

روایت میں ہے :"نوم الصائم عبادة و صمتہ تسبیح"آپ خاموش ہیں تو گویا"سبحان اللہ" کہہ رہے ہیں۔ و"عملہ متقبل و دعائہ مستجاب"آپ کا عمل مقبول اور دعائیں مستجاب ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ آپ اس تیس دن کی مدت یعنی ماہ رمضان میں خدا کی خاطر بعض جسمانی لذتوں سے چشم پوشی کرتے ہیں۔

یہ عبادت اور دیگر تمام عبادات کا مرکز و محور یہ ہے کہ انسان خواہشات نفسانی اور پستی اور غلامی کی طرف لے جانے والی لذتوں سے مقابلہ کرے۔ انسانی نفس کو کھلا چھوڑ دینا کوئی ہنر نہیں ہے۔ جتنا ممکن ہو سکے لذت حاصل کرنا، انسان کے لئے کمال نہیں ہے بلکہ یہ حیوانیت کے زمرے میں آتا ہے۔ انسان کا بھی ایک حیوانی پہلو ہے؛ (صرف لذتوں پر توجہ دینے سے) حیوانی پہلو مستحکم ہوتا ہے۔ البتہ حیوانی پہلو بھی ہمارا جزء ہے اور ہم سے اسے ترک کرنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے۔ کھانا، پینا، آرام کرنا، مباح لذت حاصل کرنا ہمارے وجود کا حصہ ہے؛ یہ غلط بھی نہیں ہے اور کسی نے ان سے منع بھی نہیں کیا ہے۔ جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اسی پہلو میں غرق ہو جائے۔ مادیت پرستی انسان کو اس پہلو میں غرق کر دیتی ہے۔ دین اور عاقلانہ طور طریقے کی خدائی روش بھی عقلی بنیادوں پر ہی ہے، انسان کا راستہ روک لیتی ہیں تاکہ وہ زندگی کی ان لذتوں اور خواہشات کی کھائی میں گر کر اپنا اختیار کھو نہ بیٹھے۔ حصول لذت میں لاقانونیت کا راستہ دکھانے والی ہر دعوت ، جہنم، بدبختی اور ہلاکت کی دعوت ہے۔ مجموعی طور پر انبیاء، فلاسفہ ، دانشور اور تمام خدائی دعوتیں ان لذات سے پرہیز کی تلقین کرتی ہیں اور روزہ بھی اسی صفت کا حامل ہے۔ اسی وجہ سے ہماری روایات میں ماہ رمضان کو انسان کے مشق کرنے اور سارے گناہ ترک کرنے کے لئے ایک مناسب موقع شمار کیا گیا ہے۔

ماہ مبارک رمضان کے پہلے جمعہ کا خطبہ ۲/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

تمام اعضاء وجوارح کو روزہ دار ہونا چاہئے

امام صادق علیہ الصلاۃ والسلام سے ایک روایت ہے جس میں آپ "محمد بن مسلم" سے فرماتے ہیں:"
یا محمد!اذا صمت فلیصم سمعک و بصرک و لسانک و لحمک و دمک و

جلدک و شعرک و بشرک" امام صادقؑ اپنے اس نزدیکی صحابی اور شاگرد سے فرماتے ہیں کہ جب روزہ رکھو تو تمہاری سماعت کو بھی روزہ دار ہونا چاہیے، تمہاری بینائی کو بھی روزہ دار ہونا چاہیے، تمہاری زبان کو بھی روزہ رکھنا چاہیے، تمہارے گوشت، خون، بال اور کھال کو بھی روزہ دار ہونا چاہیے؛ جھوٹ نہ بولو، مومن انسانوں کو مشکلات میں گرفتار نہ کرو، سادہ دلوں کو اپنے قبضہ میں لے کر منحرف نہ کرو، مسلمان بھائیوں اور اسلامی معاشرہ کے لئے سازشیں نہ کرو، تہمت نہ لگاؤ، کم فروشی نہ کرو، امانتداری سے کام لو۔ جو انسان ماہ رمضان میں کھانے پینے، نفسانی اور جنسی خواہشات سے دوری اختیار کر کے روزہ رکھتا ہے تو وہ اپنی زبان، آنکھ، کان اور تمام اعضاء و جوارح کو روزہ دار سمجھے اور خود کو خداوند عالم کی بارگاہ میں اور گناہوں سے دور سمجھے۔ روایت کے آخر میں ہے "ولا یکون یوم صومک کیوم فطرک" تمہارا روزہ کا دن بغیر روزہ والے دن جیسا نہ ہو، عام دنوں جیسا نہ ہو۔ ماہ فقرمضان میں بھی وہی کام انجام نہ دو جو عام دنوں میں انجام دیتے ہو۔ تربیت نفس پر توجہ کرو اور اس فرصت کو غنیمت سمجھو۔

ماہ مبارک رمضان کے پہلے جمعہ کا خطبہ ۲/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

نفس کا روزہ

"صوم النفس امساک الحواس الخمس عن سائر الماثم" امیرالمومنین علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل ہوا ہے کہ نفس کا روزہ جسم اور شکم کے روزہ کے علاوہ ہے۔ انسان کے نفس کا روزہ یہ ہے کہ اس کے حواس پنجگانہ گناہوں سے پرہیز کریں۔ "و خلو القلب من جمیع اسباب الشر" دل تمام اسباب شر و فساد سے خالی ہو۔ ہم اپنے دل کو خداوند عالم اور اس کے بندوں کے لئے صاف رکھیں اور اس میں کسی طرح کا غبار نہ رہنے دیں۔

ماہ مبارک رمضان کے پہلے جمعہ کا خطبہ ۲/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

ماہ رمضان ایک موقع ہے

خود کو خدا اور منزل کمال سے نزدیک کرنے اور گناہوں اور برائیوں سے دور کرنے کے لئے ماہ رمضان ایک بہت اچھا موقع ہے۔ اس مہینہ کی دعائیں اور استغفار جنہیں مستحب قرار دیا گیا ہے، یہ سب ایک موقع ہے جسے اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔ یہ ماہ رمضان بہت جلد ختم ہو جائیگا۔ اگر آپ اگلے ماہ رمضان تک زندہ رہیں تو وہ بھی آندھی کی تیزی سے گزر جائیگا۔ یہ قیمتی مواقع ہاتھ سے نکل جائیں گے، اس کے ہر دن اور ہر لمحہ سے فائدہ اٹھایئے۔ میں آپ برادران و خواہران بالخصوص جوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ رحمت خداوندی کی اس بہار سے فائدہ اٹھایئے، استغفار کیجئے، خانہ خدا میں جایئے، جسم، روح، فکر اور دل کے گناہوں سے استغفار کیجئے۔ جس معاشرہ میں خدا سے اس طرح توبہ و استغفار ہو وہ نورانی معاشرہ ہوگا اور خداوند عالم اس نورانیت کی برکت سے معاشرہ پر خوبیاں نازل کرے گا۔

ماہ مبارک رمضان کے پہلے جمعہ کا خطبہ ۲/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

خطروں سے ہوشیار رہئے

میں سب کو اور اپنے آپ کو تقوائے الٰہی کی رعایت کرنے، خدا کی طرف متوجہ رہنے، خدا کے سامنے اپنی رفتار و گفتار پر نظر رکھنے، خار دار راہوں، خطرے کے مقامات سے اور ان جگہوں سے ہوشیار رہنے کی نصیحت کرتا ہوں جہاں سے انسان کا نفس استقامت اور عدم تنزلزل کے ساتھ آسانی سے گزر نہیں سکتا ہے۔ انسان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان اسباب کی جانب متوجہ رہنا چاہئے جو خداوند عالم نے ان جگہوں سے عبور کرنے کے لئے قرار دیئے ہیں۔ خدا نے وسیلہ قرار دیا ہے تاکہ انسان اپنے آپ کو محفوظ اور مقصد حیات سے نزدیک کرسکے۔ (اس لئے) خدا نے منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے مومنین کے اختیار میں جو اسباب قرار دیئے ہیں (انسان کو) ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ان امور کی پابندی کرنا تقوی ہے اور جیسا کہ آپ نے بارہا سنا ہے کہ ماہ رمضان کا ایک اہم ہدف یہ ہے کہ ہم میں تقوی کی صفت پیدا ہو "لعلکم تتقون"۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۶/۱/۱۹۹۸☆☆☆

مغفرت بہت اہم ہے

میں جب ماہ رمضان میں شارع مقدس کے معین کئے ہوئے اعمال یعنی روزہ، تلاوت قرآن، خدائی عنایات کے زیر اثر موجود ماثورہ دعائیں اور توسل پر نظر ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ ان چار عناصر میں جس میں واجب روزہ بھی ہے، ہمارے لئے جو چیز زیادہ اہم ہے وہ استغفار ہے یعنی ہم نے غلطی، نادانی یا خدانخواستہ کوتاہی کی وجہ سے جو گناہ انجام دئے ہیں، خداوند عالم سے ان کی مغفرت طلب کرنا۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۶/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

ہمیں استغفار کی ضرورت ہے

توبہ یعنی ہم اپنے خدا کی جانب واپس آجائیں۔ آپ جس مقام و منزلت پر بھی ہوں، جس حد کمال تک بھی پہنچے ہوئے ہوں یہاں تک کہ امیر المومنین علیہ الصلاۃ والسلام کے مرتبہ پر بھی فائز ہوں تب بھی آپ کو استغفار کی ضرورت ہے! خداوند عالم اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے :"واستغفر لذنبک" "فسبح بحمد ربک واستغفرہ" قرآن میں متعدد جگہوں پر خدا نے پیغمبر سے فرمایا ہے کہ "استغفار کرو" اگرچہ پیغمبر معصوم ہیں، وہ گناہ نہیں کرتے ہیں، خدائی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں لیکن ان سے بھی کہا جاتا ہے "استغفار کرو" !

البتہ اولیائے خدا کس چیز سے استغفار کرتے ہیں یہ ایک قابل بحث گفتگو ہے۔ ان کا استغفار ہمارے گناہوں سے استغفار جیسا نہیں ہے؛ وہ گناہ انجام ہی نہیں دیتے ہیں۔ ان کا مقام اور مرتبہ بہت بلند ہے۔ وہ قرب پروردگار کی حد کمال پر ہیں۔ بعض چیزیں جو ہمارے لئے مباح ہیں بلکہ شاید بعض وہ چیزیں بھی جو ہمارے لئے مستحب ہیں، اس مقام قرب میں ان بزرگ شخصیتوں کے لئے مانع ہیں۔ وہ اپنے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے استغفار کرتے ہیں، وہ بھی واقعی استغفار نہ کہ ظاہری استغفار۔

آپ دعائے کمیل ملاحظہ فرمایئے! روایات کے مطابق یہ دعا امیر المومنین علیہ الصلاۃ والسلام سے صادر ہوئی ہے۔ آپ اس دعا کے شروع میں ہی استغفار کرتے ہیں۔ سب سے پہلے خدا کو اس کے نام، اس کی قدرت، عظمت اور صفات جمال و جلال کی قسم دیتے ہیں اور یہ قسمیں دینے کے بعد استغفار کرنا

شروع کرتے ہیں :"اللھم اغفر لی الذنوب التی تھتک العصم" الی آخر۔ دعائے ابو حمزہ ثمالی اور ان عظیم انسانوں سے منقول دوسری دعائیں بھی اسی کی مانند ہیں۔ ہمیں اور آپ کو استغفار کی ضرورت ہے۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۶/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

مغرور نہ ہوجایئے گا

اے مومنین! اے عزیزو! اے پاک و صاف دل رکھنے والو! ایسا نہ ہو کہ آپ مغرور ہوجایئے اور کہئیے کہ ہم نے تو کوئی گناہ نہیں کیا ہے! نہیں! ہم تو گناہوں میں غرق ہیں! "وما قدر اعمالنا فی جنب نعمک" اپنے خیال میں ہم جو نیک کام انجام دیتے ہیں وہ پروردگار کی نعمتوں اور اس کے حق شکر کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ کس حد تک قابل ذکر ہیں؟ ہم حق شکر ادا نہیں کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں ادا کر سکتے ہیں! "لا الذی احسن استغنی عن عونک" کیا ایسا ممکن ہے کہ انسان کسی بھی لمحہ خدا کے فضل و کرم سے بے نیاز ہو جائے؟! ہم ہمیشہ محتاج ہیں اور ہم پر ہمیشہ خدا کے لطف و کرم کی بارش ہوتی رہتی ہے: "خیرک الینا نازل" ہم شکر نعمت بھی ادا نہیں کر سکتے ہیں اور یہ ہماری کمزوری یا کوتاہی ہے جس کے لئے بہر حال طلب مغفرت کی ضرورت ہے۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۶/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

سچے دل کے ساتھ خدا کی پناہ میں آجایئے

جو قوم اپنے دل میں خدا کو اس طرح بسالے کہ اس کے گھر پر جائے، سچے دل سے خدا سے دعا کرے اور سچے دل کے ساتھ خدا کی پناہ میں آجائے تو وہ ہر گز برباد اور ناکام نہیں ہوگی۔ ذلت و تباہی سے دچار نہیں ہوگی اور دشمن اور اندرونی اختلافات میں گرفتار نہیں ہوگی۔ اقوام پر آنے والی مشکلات ان کوتاہیوں، غفلتوں اور برائیوں کی وجہ سے ہیں جنہیں ہم انجام دیتے ہیں اور اپنے ہاتھوں مشکلات پیدا

کرتے ہیں "فبما کسبت ایدیکم" ! جو خانہ خدا میں جاتا ہے وہ خود کو گناہ سے دوری اور پرہیز سے ایک قدم نزدیک کرلیتا ہے۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ١٦/١/١٩٩٨

☆☆☆

ماہ رمضان، خودسازی کا مہینہ ہے

ماہ رمضان اور خدائی ضیافت کا مہینہ خودسازی، خطروں کی آماجگاہ بنے ہوئے، برائیوں کا حکم دینے والے اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے اپنے نفوس کو نجات دینے اور انہیں نور کی جانب لے جانے کا عجیب اور بہترین موقع ہے۔ ماہ رمضان میں سب سے پہلے ہم اپنے آپ کو نجات دیں۔ اپنے آپ سے مقابلہ کریں، خود کو نصیحت کریں اور خدائی معیاروں اور انسان کو رضائے خدا اور پھر لقائے خدا کے مرحلے تک لے جانے والی راہ کے مطابق خود ہی اپنی تربیت کریں۔

ماہ مبارک رمضان کی آمد پر علماء اور مبلغین سے ملاقات کے وقت ١٤/١٢/١٩٩٨

☆☆☆

پاک اور نورانی دل اپنے ارد گرد کے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں

ماہ رمضان، ایک معطر، مبارک، عزیز اور خدا کا مہینہ ہے۔ الحمد اللہ دو تین سال سے ملک میں یہ سنت حسنہ شروع ہوگئی ہے کہ ماہ مبارک سے پہلے اس کے لئے آمادہ ہونے کے عنوان سے مساجد کا احیاء کیا جاتا ہے، ان کی نظافت و صفائی کی جاتی ہے اور عطر افشانی کی جاتی ہے، اس سے اس مبارک مہینہ کی آمد اور حضور کا احساس ہوتا ہے۔ آپ حاضرین اور بالخصوص جوان افراد جس حد تک ممکن ہے ابتداء سے ہی اپنے دل میں اس آمد اور حضور کا احساس مستحکم کیجئے۔ اس کی وجہ سے آپ کے دل میں پیدا ہونے والی نورانیت سے آپ کے مخاطبین اور آپ کے ارد گرد کا ماحول ضرور متاثر ہوگا۔

ماہ مبارک رمضان کی آمد پر علماء اور مبلغین سے ملاقات کے وقت ١٤/١٢/١٩٩٨

☆☆☆

صحیح دین

قرآن ہمیں جس سکون واطمینان کی تعلیم دیتا ہے وہ بے حسی اور خواب غفلت نہیں ہے۔ صحیح دین کی اہمیت و خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی کو بے حس نہیں بناتا ہے، بلکہ اس کے برخلاف جو لوگ مختلف اسباب کی بنا پر فکری و روحانی بے حسی کا شکار ہوگئے ہیں ان سے بے حسی کو دور کرتا ہے اور انہیں ہوش میں لاتا ہے،اسکے ساتھ ساتھ انہیں پریشاں خیالی اور تشویش سے نجات دیتا ہے۔ صحیح دین انسان کو سکون، اطمینان اور اپنی ذات، خدا اور مستقبل پر اعتماد عطا کرتا ہے۔

ماہ مبارک رمضان کی آمد پر علماء اور مبلغین سے ملاقات کے وقت ۱۴/۱۲/۱۹۹۸

☆☆☆

ہمیں خود کو خدا سے نزدیک کرنا چاہئے

میرے عزیزو! ہمیں روزہ اور عبادت و معنویت کے اس موقع کی قدر جاننا چاہیے اور خود کو خدا سے نزدیک کرنا چاہیے۔گناہوں سے دوری اختیار کرنا، قربت پروردگار اور عبادات کے میدان میں زیادہ سے زیادہ قدم بڑھانا، انسانی صفات، کردار اور اخلاق کو زیادہ سے زیادہ اپنے اندر زندہ اور فعال کرنا وہ امور ہیں جو اس مہینہ میں ہر فرد اور ہر گروہ کے لئے باعث برکت ہو سکتے ہیں۔ ہمیں قرآن سے سبق لینا چاہیے۔ دعاؤں سے درس اور حکمت حاصل کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے مقصد خلقت، اپنی تخلیق، خدا کی دی ہوئی عظیم الشان نعمتوں اور اپنی عظیم ذمہ داریوں میں تھوڑا بہت غور و فکر کرنا چاہیے۔ موت، حساب و کتاب، اور خلوص کے ساتھ انجام دی گئی عبادتوں کی قدر و قیمت کے بارے میں سوچنا چاہیے۔اس وقت ماہ رمضان واقعاً ہمارے لئے مبارک مہینہ قرار پائے گا اور مجھے امید ہے کہ ہمارا ماہ مبارک اسی طرح کا ہو۔

خطبۂ نماز، تہران ۲۵/۱۲/۱۹۹۸

☆☆☆

دعاانسان کوخدا سے نزدیک کرتی ہے

ماہ رمضان میں ہماراایک فریضہ دعا کرنا ہے۔ بارگاہ خداوندی میں دعا کے ان شاء اللہ مستجاب ہونے اور دعا کے ذریعہ انسان کی خواہش پوری ہونے کے علاوہ، یہ انسان کو خدا سے نزدیک کرتی ہے، خدائی تعلیمات کو اس کے دل میں پائدار اور موثر بناتی ہے اور ایمان کو مستحکم بناتی ہے، یعنی دعا کئی اعتبار سے عظیم برکتوں کی حامل ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم میں بارہا خود دعا اور بندگان صالح کی دعاؤں کا متعدد بار ذکر ہوا ہے۔ ان سب کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں درس دیا جائے۔ انبیائے الٰہی سخت مواقع پر خدا سے دعا کرتے تھے اور اسی سے مدد مانگتے تھے : "فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر" یہ جناب نوح علیہ السلام کی زبانی نقل ہوا ہے۔ یا حضرت موسی علیہ السلام سے منقول ہے :"فدعا ربہ ان ھولاء قوم مجرمون" جناب موسی نے خدا سے شکایت کی اور اس کی بارگاہ میں پناہ حاصل کی۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۲۵/۱۲/۱۹۹۸

☆☆☆

خدا ہر خواہش کا جواب گا

خدائے متعال نے قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ دعا مستجاب کرے گا۔ ان میں سے ایک آیت "و قال ربکم ادعونی استجب لکم" ہے، یعنی تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ تم دعا کرو تاکہ میں قبول کروں۔ ہوسکتا ہے کہ "استجابت" کا مطلب خواہش کا مکمل طور پر پورا ہونا نہ ہو۔ بعض مواقع پر ایسے قوانین ہیں کہ جن کی وجہ سے دعا قبول ہونے والی نہیں ہے یا جلدی قبول نہیں ہوگی۔ ان مواقع کے علاوہ خداوند عالم کا جواب یہ ہے کہ وہ آپ کی دعائیں قبول کرتا ہے، جیسا کہ دعائے ابوحمزہ ثمالی میں اسی مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے :"وسئلوا من فضل اللہ ان اللہ کان بکل شیئ علیما" اگرچہ خدا عالم ہے اور وہ تمہاری ضرورتوں سے واقف ہے لیکن تم خدا سے مانگو اور اس کے سامنے اپنی حاجات پیش کرو۔ امام (ع) نے دعائے ابوحمزہ ثمالی میں یہ آیت ذکر کی ہے۔ البتہ دعا میں "کان بکل شیئ علیما" کی جگہ "ان اللہ بکل شیئ رحیما"

ہے۔ دعامیں اس کے بعد یہ فقرے ہیں :"و لیس من صفاتک یا سیدی ان تامر بالسوال و تمنع العطیۃ" امام سجاد علیہ السلام عرض کرتے ہیں : " خدایا! یہ تیری خصوصیت اور عادت نہیں ہے کہ تو لوگوں کو دعا کرنے اور اپنی حاجات طلب کرنے کا حکم دے لیکن جو کچھ وہ مانگیں انہیں نہ دے"۔ یعنی خدا کے کرم اور اس کی قدرت و رحمت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے تو اس کا ارادہ یہ ہے کہ ان کی خواہش پوری کرے۔ میں نے خطبہ کے آغاز میں جس آیت کی تلاوت کی ہے اس میں اسی نکتہ کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے :"و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" جب بھی میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں کہ میں کہاں ہوں تو اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میں نزدیک ہوں اور جو مجھے آواز دیتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ جو بھی خدا کو آواز دیتا ہے اس کے مقابلہ میں اسے ایک جواب ملتا ہے :"لکل مسالۃ منک سمع حاضر و جواب عتید" خدا سے کی گئی ہر دعا اور طلب کا ایک یقینی جواب موجود ہے۔ یہ بہت اہم ہے اور خدا کے مومن بندوں کو اس کی قدر کرنا چاہئے۔ البتہ جو ایمان نہیں رکھتا ہے وہ بہت سے دوسرے مواقع کی مانند اس کیفیت سے بھی استفادہ نہیں کر سکتا ہے۔ یہ خدا کا حتمی وعدہ ہے؛ یعنی خدا ہر خواہش کا جواب دے گا۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۲۵/۱۲/۱۹۹۸

☆☆☆

خدا کے فراواں وعدے

خداوند عالم نے اپنے بندوں سے فراواں وعدے کئے ہیں۔ مثلاً خدا کا ایک وعدہ یہ ہے "من عمل صالحا فلنفسہ و من اساء فعلیھا" جو نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے لیے ہی کرتا ہے اور جو برا کام کرتا ہے خود اپنے ہی خلاف کرتا ہے، یعنی اس عمل کی برائی خود اس شخص کی جانب پلٹے گی۔ خدا کا ایک دوسرا وعدہ یہ ہے :"انا لا نضیع اجر من احسن عمل" جو نیک عمل انجام دے گا خدا اس کا اجر ہر گز ضائع نہیں کرے گا۔ ایسا صرف آخرت میں نہیں ہے بلکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کو شامل ہے؛ یا

دنیا میں یا آخرت میں۔ ایک اور وعدہ یہ ہے :"من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید" جو نزدیکی بھلائی یعنی دنیا کو اپنا مقصد قرار دے اوراس کا آخرت سے کوئی مطلب نہ ہو "عجلنا لہ" تو ہم اس کی مدد کریں گے یعنی اسے اس کے مقصد تک پہنچادیں گے۔ "ما نشاء لمن نرید" البتہ اس کی کچھ شرطیں بھی ہیں : اگر وہ زحمت کرے اور اپنے ہدف تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اسی آیت میں فرماتا ہے :"ومن اراد الاخرۃ و سعی لھا سعیھا و ھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکورا کلا نمد ھولاء و ھولاء" جو حصول دنیا کے درپے ہیں ہم ان کی بھی مدد کریں گے اور جو حصول آخرت کی کوشش کررہے ہیں ہم ان کی بھی مدد کریں گے۔ یہاں پر دنیاوی کوشش خدا کی مرضی کے مطابق کی جاتی ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم ان کی بھی مدد کریں گے، یہ قانون کائنات ہے، یہ کائنات میں خدا کی سنت ہے یعنی اگر کوشش کی اور زحمتیں برداشت کیں تو یقینا نتیجہ حاصل کروگے۔ خداوندعالم کسی بھی کوشش کو بغیر نتیجہ کے نہیں چھوڑتا ہے، یقینا اس کا ایک نتیجہ ہے۔ کبھی لوگ یہ نتیجہ پہچان لیتے ہیں، اسی کو مقصد بناتے ہیں اور اس تک پہنچ بھی جاتے ہیں لیکن کبھی اپنے عمل کے لازمی نتیجہ کو درست طور پر نہیں پہچانتے ہیں اور کسی دوسرے نتیجہ کی جستجو میں رہتے ہیں لیکن اس عمل کا اپنا ایک نتیجہ ہوتا ہے جس تک بہر حال وہ پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے خداوندعالم نے ہر کوشش کی ایک جزا رکھی ہے۔

خدا کا ایک وعدہ یہ ہے :"وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم" یہ بھی ایک یقینی وعدہ ہے۔ جو قوم، جو ملت اور جو گروہ بھی ایمان اور عمل صالح کی دولت سے مالامال ہوگی وہ زمین پر خلیفہ خدا ہوگی، یعنی زمین کا اقتدار اس کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ آج آئے اور کل چلے گئے۔ جن لوگوں کے پاس ایمان تھا اور اس کے ساتھ وہ عمل صالح انجام دیتے تھے ان کے ساتھ ایسا ہی ہوا، جیسا کہ ایران اسلامی میں ہوا، ہماری تاریخ میں مختلف مواقع پر ایسے حالات پیش آنے پر ایسا ہی ہوا (اور خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا)۔" لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم

دینھم الذی ارتضی لھم" اگر ایمان ہو لیکن عمل صالح نہ ہو تو وہ زمین پر خلیفہ خدا نہیں بن سکتا ہے۔ خشک، خالی اور بے عمل ایمان کا کوئی نتیجہ نہیں ہے، لیکن اگر ایمان کے ساتھ عمل بھی ہو تو یقینا نتیجہ سامنے آئے گا۔

خدا کا دوسرا وعدہ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" ہے۔ جو بھی خدا کی راہ میں کوشش کرے گا خدا اسے اپنا راستہ دکھائے گا۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۲۵/۱۲/۱۹۹۸

☆☆☆

خدا کا وعدہ برحق ہے

ضروری نہیں ہے کہ دعا ہمیشہ طبیعی قوانین کو توڑ دے اور ان کے برخلاف عمل کرے؛ نہیں! دعا طبیعی قوانین کے دائرہ میں مستجاب ہوتی ہے اور آپ کی خواہش پوری ہوتی ہے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ مختلف قوانین کو ایک دوسرے سے ملاتی ہے اور آپ کو اپنا گوہر مقصود مل جاتا ہے۔ البتہ اگر آپ کی دعا خدا کے کسی دوسرے قانون سے ٹکرا رہی ہے تو مستجاب نہیں ہوگی۔ خدا کا وعدہ برحق ہے لیکن وہ وعدہ بھی صحیح ہے۔ جو لوگ بیکار ہوں اور اپنے مقاصد کی راہ میں کوشش نہ کریں، ان کے لئے کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ اپنے ہدف تک پہنچ جائیں۔ اگر آپ اس طرح دعا کریں گے تو ظاہر سی بات ہے کہ اس دعا میں قبول ہونے کی بہت زیادہ صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی قبول ہو جائے لیکن ایسی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ کبھی آپ کسی مسلم قانون فطرت کے برخلاف دعا کریں تو معلوم نہیں ہے کہ اس کے قبول ہونے کی ضمانت ہو۔ اگرچہ بعض اوقات دعا قوانین کو بھی توڑتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کی دعا مستجاب ہوگی یعنی اگر آپ کی دعا خدا کے دوسرے قوانین کے ساتھ منافات بھی رکھتی ہو اور اس کے ساتھ میں عمل نہ بھی ہو یا خود دعا توجہ کے ساتھ نہ کی گئی ہو تب بھی قبول ہو جائے گی۔ نہیں! دعا میں خداوند عالم سے واقعی طور پر طلب کرنا اور مانگنا ضروری ہے۔ ایسی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اگر بڑے مقاصد کی خاطر دعا کے ساتھ ساتھ عمل اور کوشش بھی ہو تو ایسی دعا کے قبول ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ اگر آپ نے دیکھا کہ ایک دعا کئی بار کی لیکن مستجاب نہیں ہوئی تو مایوس

نہیں ہونا چاہئے، خاص طور پر اہم اور، فرد، ملک اور اقوام کے تقدیر ساز معاملات میں ناامیدی کا شکار نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ کبھی کبھی عظیم کام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کے محقق ہونے میں کافی زمانہ لگتا ہے۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۹۹۸/۱۲/۲۵

☆☆☆

انسان کا توشۂ آخرت تقویٰ ہے

موت کے بعد کی زندگی کے لئے انسان کا توشۂ سفر تقویٰ ہے۔ سفر زندگی کو صحیح طریقہ سے طے کرنے کے لئے بھی انسان کا سرمایہ تقوی ہے۔ روزہ رکھنے کا سب سے بڑا فائدہ تقویٰ ہے۔ ہر انسان کے اپنے نفس اور خواہشات نفسانی سے مقابلہ کے لئے کی جانے والی کوششوں کا اہم ترین نتیجہ تقوی ہے۔ پیر و جوان، مرد عورت اور کسی بھی گروہ اور طبقہ کے مومنین، وہ چاہے جہاں بھی ہوں، ان کی پوری کوشش حصول تقویٰ ہی ہونا چاہیے۔ تقویٰ دشمنوں اور دشمنیوں کے مقابلہ میں حفاظت کرتا ہے۔ تقویٰ صحیح راستہ اور مرضی خدا کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۹۹۹/۱/۸

☆☆☆

سرمایۂ تقویٰ کی قدر کیجئے

ماہ رمضان خدا کی بندگی کا ایک مظہر، تقویٰ کی جانب ایک روشن راستہ، گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ اور دلوں کی نورانیت کا سبب ہے۔ ایسا مہینہ ہے جس میں خداوند عالم بندوں کو اپنی بارگاہ ضیافت میں قبول کرتا ہے اور بندے پروردگار سے نزدیک ہوتے ہیں۔ یہ ایک عظیم مہینہ ہے۔ خداوند عالم نے اس مہینہ میں اعمال و عبادات کو اس طرح قرار دیا ہے کہ وہ جلدی ختم نہیں ہوتے ہیں۔ اس ماہ عبادت کے آخر میں اس نے ایک ایسا دن قرار دیا ہے جو عید کا دن ہو، لوگوں کے اجتماع کا دن ہو، عظیم دن ہو کہ جس میں مسلمان ایک دوسرے کو مبارک باد دیں، ماہ رمضان کی کامیابیوں کی قدر جانیں، اپنے اور خدا کے درمیان حساب و کتاب کریں، اس مہینہ میں جو کچھ انہیں حاصل ہوا ہے اس کی حفاظت کریں۔ یہ دن عید الفطر کا دن ہے۔ اسی وجہ سے عیدالفطر اگر چہ یوم عید ہے لیکن عبادت، توسل، یاددہانی اور خدا

سے تقرب کا بھی دن ہے جو نماز سے شروع ہوتا ہے اور دعا و توسل پر ختم ہوتا ہے۔ اس دن کی قدر جانیے، سرمایۂ تقویٰ کی قدر کیجئے اور عید فطر کی اہمیت کا ادراک کیجئے۔

نماز کے قنوت میں ہم نے خدا سے نو بار درخواست کی: "اللھم انی اسئلک خیر ما سئلک منہ عبادک الصالحون" یعنی بندگان صالح جو بہترین چیزیں تجھ سے طلب کرتے ہیں، وہ ہمیں عطافرما۔ "و اعوذ بک مما استعاذ منہ عبادک المخلصون" اور جن چیزوں سے خدا کے مخلص بندے خدا کی پناہ پناہ مانگتے ہیں، ہمیں بھی ان سے اپنی پناہ عطافرما۔ آپ نے جو کچھ طلب کیا ہے وہ خدا کی مرضی، اس سے تقرب، اس کے لئے عمل اور عبادت کی توفیق ہے اور جس چیز سے خدا کی پناہ مانگی ہے وہ نفس کی بندگی، ہواو ہوس کی بندگی، غیر خدا کی بندگی اور شرک ہے۔

خطبۂ نماز عید ۱۸/۱/۱۹۹۹

☆☆☆

مفید کاموں میں بہرحال مشکلات ہیں

ہم روزہ کو ایک شرعی اور خدائی ذمہ داری سمجھتے ہیں لیکن درحقیقت یہ خدا کی نعمت ہے اور جو لوگ روزہ رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ان کے لئے یہ ایک بہت قیمتی موقع ہے۔ البتہ اس میں مشکلات اور سختیاں ہیں۔ کوئی بھی مبارک اور مفید کام بغیر مشکلات کے نہیں ہے۔ انسان بغیر سختیاں برداشت کئے ہوئے کسی مقام تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ روزہ رکھنے میں انسان کو جس مشکل کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور اس کے عوض اسے جو کچھ حاصل ہوتا ہے تو درحقیقت انسان بہت معمولی سا سرمایہ خرچ کرتا ہے جس کے مقابلہ میں اسے بہت زیادہ منافع ملتا ہے۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۷/۱۲/۱۹۹۹

☆☆☆

روزہ کے تین مراحل

روزہ کے تین مراحل ذکر کئے گئے ہیں، ان میں سے ہر ایک مرحلہ اس شخص کے لئے مفید ہے جو اس مرحلہ کا اہل ہے۔ ایک عمومی مرحلہ ہے یعنی کھانے پینے اور دوسرے حرام کاموں سے پرہیز کرنا۔ اگر

صرف اس حد تک بھی روزہ رکھا جائے تب بھی ہمارے لئے بہت مفید ہے۔ یہ ہمارا امتحان بھی ہے اور ہمیں سبق بھی دیتا ہے، درس بھی ہے اور زندگی کے لئے امتحان بھی۔ یہ تمرین اور ورزش ہے جو جسمانی ورزش سے زیادہ اہم ہے۔ امام صادق علیہ الصلاۃ والسلام سے ایک روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں :"لیستوی بہ الغنی و الفقیر" خداوند عالم نے روزہ واجب کیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ خاص اوقات اور دنوں میں غنی و فقیر ایک دوسرے کے برابر ہو جائیں۔ نادار انسان دن بھر میں جب بھی اس کا دل چاہے اور جو کچھ دل چاہے کھا پی نہیں سکتا ہے لیکن دولتمند آدمی جب بھی اور جو کچھ بھی چاہے اس کے لئے فراہم ہے۔ غنی، ناداروں کی غربت اور اپنی خواہشات پوری نہ کر پانے کی کیفیت محسوس نہیں کر پاتا ہے۔ لیکن جس دن وہ روزہ رکھتا ہے تو اس دن سب لوگ برابر ہیں اور اپنے اختیار سے اپنی من پسند چیزوں سے محروم ہیں۔ امام رضا علیہ السلام سے بھی روایت نقل ہوئی ہے کہ :"لکی یعرفوا الم الجوع والعطش و یستدلوا علی فقر الآخرۃ" اس روایت میں روز قیامت کی بھوک اور پیاس کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ قیامت کے دن انسان کی ایک مشکل بھوک اور پیاس ہے اور انسان سے خدا کے حضور میں اسی حالت میں سوال وجواب کیا جائے گا۔

روزہ کا دوسرا مرحلہ گناہ سے پرہیز ہے یعنی آنکھ، کان، زبان اور دل کی حفاظت؛ یہاں تک کہ بعض روایات کی بنا پر اپنی کھال اور بال کو بھی گناہ سے محفوظ رکھنا۔ امیر المومنین علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ :"الصیام اجتناب المحارم کما یمتنع الرجل من الطعام والشراب" جس طرح سے کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے پرہیز کرتے ہو اسی طرح گناہ سے بھی بچو۔ یہ روزہ کا ایک دوسرا مرحلہ ہے۔ ماہ رمضان ایک بہترین موقع ہے جس میں انسان گناہ سے بچنے کی مشق کرتا ہے۔ بعض جوان میرے پاس آتے ہیں، مجھ سے دعا کرنے کی گزارش کرتے ہیں اور متعدد بار کہتے ہیں کہ آپ دعا کیجئے کہ ہم گناہ نہ کریں۔ البتہ دعا کرنا اچھی اور ضروری چیز ہے اور میں کرتا بھی ہوں لیکن گناہ کا تعلق انسان کے ارادہ سے ہے۔ آپ کو عزم مصمم کرنا چاہیے کہ گناہ نہیں کریں گے اور جب آپ نے ارادہ کر لیا تو آپ

کے لئے یہ کام بہت آسان ہو جائے گا۔ گناہ سے پرہیز پہاڑ جیسا دکھائی دیتا ہے لیکن جب انسان ارادہ کرلیتا ہے تو ہموار زمین کی مانند ہو جاتا ہے۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے ایک روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ :"ما یصنع الصائم بصیامہ اذا لم یصن لسانہ و سمعہ و بصرہ و جوارحہ" اگر انسان اپنی زبان، کان، آنکھ اور اعضاء و جوارح کو گناہ سے محفوظ نہ کرے تو اسے روزہ کا کیا فائدہ پہنچے گا؟ ایک روایت میں نقل ہوا ہے کہ ایک عورت نے اپنی خادمہ کی توہین کی۔ ظاہراً وہ پیغمبر (ص) کے گھر کے نزدیک یا ان کے ساتھ کسی سفر میں تھیں۔ پیغمبر اکرم (ص) کے پاس کھانا تھا۔ آپ نے اس کے سامنے پیش کیا کردیا اور کہا: اسے کھالو۔ اس نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں۔ نقل ہوا ہے کہ پیغمبر (ص) نے اس سے فرمایا :"کیف تکونین صائمۃ و قد سببت جاریتک" تم کس طرح روزہ دار ہو سکتی ہو جبکہ تم نے اپنی خادمہ کو گالی دی ہے؟ "ان الصوم لیس من الطعام والشراب"روزہ کا مطلب صرف کھانے اور پینے سے پرہیز کرنا نہیں ہے۔ "و انماجعل اللہ ذلک حجابا عن سواھما من الفواحش من الفعل والقول" خدا چاہتا ہے کہ روزہ دار آدمی برائیوں اور گناہوں کے نزدیک نہ جائے؛ ان میں سے ایک زبان کا گناہ ہے، دوسروں کو برا بھلا کہنے اور ان کی توہین کرنے کا گناہ ہے۔ ان میں سے دل کے گناہ بھی ہیں، دل کا ایک گناہ یعنی دل میں دوسروں سے کینہ اور دشمنی رکھنا۔ بعض گناہ شرعی اصطلاح کے مطابق گناہ ہیں اور بعض اخلاقی گناہ ہیں، ان کے مختلف درجات ہیں۔

روزہ کا تیسرا مرحلہ ہر اس چیز سے پرہیز ہے جو انسان کے ذہن اور ضمیر کو یاد خدا سے غافل کردے۔ یہ وہ عظیم مرحلہ ہے جس کے بارے میں پیغمبر (ص) خداوند عالم سے عرض کرتے ہیں :"یا رب وما میراث الصوم؟" روزہ کا نتیجہ کیا ہے؟ پروردگار فرماتا ہے :"الصوم یورث الحکمۃ والحکمۃ تورث المعرفۃ والمعرفۃ تورث الیقین فاذا استیقن العبد لا یبالی کیف اصبح یعسر ام بیسر "روزہ انسان کے دل میں حکمت کے چشمے جاری کردیتا ہے۔ جب دل میں حکمت آجاتی ہے تو اس سے نورانی معرفت وجود میں آتی ہے۔ معرفت کے وجود میں آنے کے بعد (وہ) یقین حاصل ہوتا ہے (جس کا مطالبہ حضرت ابراہیم نے خدا سے کیا تھا اور اس مہینہ کی دعاؤں میں

جس کا متعدد بار تقاضہ کیا گیا ہے۔) جب کسی کو یقین کی کیفیت حاصل ہو جائے تو اس کے لئے زندگی کی ساری دشواریاں آسان ہو جاتی ہیں اور وہ مشکلات سے ہار نہ ماننے والا شخص بن جاتا ہے۔ یہ کتنا اہم ہے! یہ انسان جو اپنی عمر میں ترقی و تکامل کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے، مشکلات زندگی اور سفر کی رکاوٹوں کے مقابلہ میں مستحکم ہو جاتا ہے۔ یقین کی وجہ سے انسان میں ایسی حالت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ روزہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جب روزہ نے دل میں یاد خدا زندہ کر دی، دل میں معرفت خدا کی شمع روشن کر دی اور دل کو نورانیت عطا کر دی تو یہ ساری چیزیں اس کے ساتھ ساتھ آجاتی ہیں۔ جو بھی چیز انسان کو یاد خدا سے غافل کر دے وہ روزہ کے اس مرحلہ کے لئے نقصان دہ ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خود کو اس مرحلہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ البتہ ہمیں اس مرحلہ تک پہنچنے کی آرزو، خدا سے دعا اور ہمت و کوشش کرنا چاہیے۔

خطبۂ نماز جمعہ، تہران ۱۷/۱۲/۱۹۹۹

☆☆☆

ماہ رمضان، باران رحمت کی مانند ہے

ماہ رمضان، باران رحمت کی مانند ہماری زندگی پر برستا ہے، ہمارے ماحول اور ہمارے دلوں میں ہمارے ہی ہاتھوں پیدا ہونے والی کثافتوں اور برائیوں کو دھو دیتا ہے اور فضا کو پاکیزہ اور دلوں کو نورانی بنا دیتا ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عاملین سے خطاب ۲۵/۱۲/۱۹۹۹

☆☆☆

ہم لوگ کہنگی و فرسودگی کا شکار ہوتے رہتے ہیں

ہماری روح اور دل زندگی کے روزمرہ واقعات میں مسلسل فرسودہ ہوتی رہتی ہے۔ ان فرسودگیوں پر توجہ دینی چاہیے اور صحیح وسائل سے ان کا جبران کرنے کی فکر میں رہنا چاہیے ورنہ انسان فنا کے گھاٹ اتر جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ انسان مادی اور ظاہری اعتبار سے صحتمند اور موٹا ہو جائے لیکن اگر ان فرسودگیوں

کے جبران کے بارے میں نہ سوچے تو وہ معنوی اعتبار سے ختم ہو جائے گا۔ قرآن فرماتا ہے :"ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ" "ربنا اللہ" یعنی خدا کے سامنے بندگی کا اعتراف اور اس کے سامنے تسلیم ہو جانا۔ یہ بہت بڑا عمل ہے لیکن کافی نہیں ہے۔ جب ہم ایک لمحہ کے لئے بھی "ربنا اللہ" کہتے ہیں تو یہ بہت اچھا ہے لیکن اگر "ربنا اللہ" کو بھول جائیں تو ہمارا آج کا "ربنا اللہ" کل کسی کام نہیں آئے گا۔ اس لئے وہ فرماتا ہے :"ثم استقاموا" پائداری اور استقامت سے کام لیں اور اس راستہ پر باقی رہیں۔ یہ سبب بنتا ہے کہ "تتنزل علیھم الملائکۃ" ورنہ صرف کسی لمحہ یا کسی خاص دور میں اچھے ہو جانے سے انسان پر خدا کے فرشتے نازل نہیں ہوتے ہیں۔ خدائی مدد اور ہدایت اس کا ہاتھ نہیں تھامتی ہے اور وہ صالح بندوں کے درجہ تک نہیں پہنچتا ہے۔ اسے جاری رکھنا چاہیے اور اس راہ میں ثابت قدم رہنا چاہیے۔ "ثم استقاموا" اگر آپ ثبات قدم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیشہ متوجہ رہیے کہ معنویت اپنے لازمی مرتبہ سے نیچے نہ آنے پائے۔

یوم پاسدار کی مناسبت سے پاسداران انقلاب کی کثیر تعداد سے خطاب ۹/۱۰/۲۰۰۲

☆☆☆

بعض حجاب تاریک ہیں

"الھی ھب لی کمال الانقطاع الیک و انر ابصار قلوبنا بضیاء نظرھا الیک" پروردگار! مجھے مکمل طور پر اپنی ذات سے متصل کرے۔ مجھے اپنے حریم عزت و شان سے وابستہ کردے، میری چشم دل کو ایسا نور اور بینائی عطا کر کہ وہ تیری جانب نظر کرسکے :"حتی تخرق ابصار القلوب حجب النور" میری نگاہ سارے حجابوں یہاں تک کہ نورانی حجابوں سے گزرتی ہوئی تجھ تک پہنچ جائے، تجھے دیکھے اور تجھے چاہے۔ بعض حجاب تاریک ہیں۔ جن حجابوں میں ہم گرفتار ہیں اور ہاتھ پیر مار رہے ہیں مثلاً نام کا حجاب، روزی روٹی کا حجاب، حسد کا حجاب، انا پرستی کا حجاب؛ یہ سب تاریک اور حیوانی حجاب ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے خود کو ان حجابوں سے محفوظ کر لیا ہے ان کے سامنے

دوسرے حجاب موجود ہیں جو نورانی ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیے کہ ان حجابوں سے گزرنے کا سفر کتنی بلندی تک جاری رہتا ہے۔

یوم پاسدار کی مناسبت سے پاسداران انقلاب کی کثیر تعداد سے خطاب ۹/۱۰/۲۰۰۲

☆☆☆

بھوک اور پیاس کی حالت میں محروم اور فقیر افراد کی فکر میں رہیے

ماہ رمضان کا ایک اہم درس جسے ہمیں سیکھنا چاہیے اور اس سے استفادہ کرنا چاہیے، یہ ہے کہ ہم بھوک اور پیاس کا مزہ چکھنے کے بعد بھوکے اور محروم لوگوں کے بارے میں سوچیں۔ ہم ماہ رمضان کے دنوں کی دعا میں پڑھتے ہیں: "اللهم اغن كل فقير، اللهم اشبع كل جائع، اللهم اكس كل عريان" یہ دعا صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام افراد اپنے آپ کو غربت سے مقابلہ کرنے اور محروم و مستضعف افراد کے چہرے سے غبار محرومیت صاف کرنے کے لئے ذمہ دار سمجھیں۔ یہ سب کی ذمہ داری ہے۔ ہم قرآن میں پڑھتے ہیں: "ارايت الذى يكذب بالدين، فذلك الذى يدع اليتيم، ولا يحض على طعام المسكين" دین کی تکذیب کرنے کی ایک نشانی یہ ہے کہ انسان نادار اور محروم افراد کی غربت سے لاتعلق رہے اور احساس ذمہ داری نہ کرے۔ ماہ رمضان کو ہمیں اس احساس ذمہ داری سے نزدیک کرنا چاہیے جس کا اسلام نے غریب اور غربت کے مقابلہ میں ہر مسلمان سے مطالبہ کیا ہے اور جس کی ذمہ داری ان کے کندھوں پر رکھی ہے۔

خطبۂ نماز عید ۶/۱۲/۲۰۰۲

☆☆☆

الصوم جنة من النار

ماہ مبارک کی فضاء سے بہتر طور پر بہرہ مند ہونے کے لئے میں آپ کی خدمت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ معتبر حدیث نقل کرتا ہوں: "الصوم جنة من النار" روزہ آتش کے

لئے سپر ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں بھی یہی محتوی مختلف الفاظ میں نقل ہوا ہے منجملہ یہ عبارت ہے :"الصیام جنۃ العبد المومن یوم القیامۃ کما یقی احدکم سلاحہ فی الدنیا" جس طرح تم دنیا میں اسلحہ اور دفاعی ہتھیاروں کے ذریعہ اپنا دفاع کرتے ہو اسی طرح آخرت میں بھی روزہ کے ذریعہ آتش جہنم سے اپنا دفاع کروگے۔

روزہ کی کیا خصوصیت ہے جس کی وجہ سے اس کے بارے میں "جنۃ من النار" کی تعبیر استعمال ہوئی ہے؟ روزہ کی خصوصیت ہے نفس پر تسلط۔ روزہ نفس پر تسلط کا مظہر ہے؛ "و نھی النفس عن الھوی" گناہ اور شہوتوں کے غلبہ کے مقابلہ میں روزہ مظہر صبر ہے۔ اسی وجہ سے آیت "و استعینوا بالصبر و الصلاۃ" کے ذیل میں صبر کی تفسیر روزہ سے کی گئی ہے۔ روزہ خواہشات سے چشم پوشی کا مظہر ہے۔ اگرچہ روزہ کا وقت بہت محدود ہے - دن میں کچھ گھنٹے اور وہ بھی سال کے کچھ دنوں میں ـــ میں نمائشی طور پر انسان کے لئے ایک بنیادی عمل ہے۔ کیوں؟ کیونکہ خواہشات نفسانی اور ہوا و ہوس ہی وہ راستہ ہے جو انسان کو گناہ تک پہنچاتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ خواہشات نفسانی کا لازمہ گناہ ہو اور ان میں جدائی ناممکن ہو؛ نہیں، بعض خواہشات نفسانی بھی حلال ہیں۔ لیکن انسان کا اپنے نفس پر تسلط نہ ہونا، اسے بغیر کسی مہار کے آزاد چھوڑ دینا اور خواہشات کا اسیر ہوجانا وہ عمل ہے جس کے بارے میں امیرالمومنین علیہ الصلاۃ والسلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے :" حمل علیھا اھلھا" اسے ایسے سرکش گھوڑے پر بٹھا دیا گیا ہے جس کی مہار اس شخص کے ہاتھ میں نہیں ہے اور وہ سرکش گھوڑا بھی اسے لے جاتا ہے اور اسے بہت گہرائی میں گرا دیتا ہے۔ خواہشات نفسانی انسان کو گناہوں کی سمت لے جاتی ہیں۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں سے خطاب ۲۰۰۴/۱۰/۲۷

☆☆☆

گناہ، عذاب خدا کا دنیاوی پیکر

گناہ، عذاب خدا کا دنیاوی پیکر اور تصویر ہیں۔ آیت کریمہ میں جو یہ ارشاد ہوتا ہے :"ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا" اس کا مطلب یہی ہے۔ یعنی

جب آپ یتیم کا مال کھانے والے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو ظاہری طور پر یہ نظر آتا ہے کہ اس نے کچھ مال ہضم کر لیا ہے اور ایک حرام کام انجام دیا ہے لیکن باطنی اعتبار سے وہ اپنے وجود میں آگ داخل کر رہا ہے، یہ وہی آتش جہنم ہے۔ جو یہاں پر کسی حرام کام کی لذت محسوس کرتا ہے تو یہ لذت، عمل کا ظاہری پہلو ہے لیکن اس کا باطنی پہلو (آخرت کی) حقیقی زندگی میں واضح ہو گا؛ جہاں انسان کی آنکھوں کے سامنے سے وہم و خیالات کے پردے ہٹ جائیں گے اور اس کے سامنے حقیقتیں آشکار ہو جائیں گی :"هنالک تبلو کل نفس ما اسلفت" اس دنیا کی لذت اُس دن دوزخ کا عذاب اور سزا بن جائے گی۔ وہ ایسا دن ہے کہ جس میں حقائق خود کو آشکار کر دیں گے۔"هنالک تبلو کل نفس ما اسلفت" جو کچھ انسان نے انجام دیا ہے اس کی حقیقت اور باطن وہاں آشکار ہو جائے گی۔ ہماری روح، ہماری عادتیں اور ہمارے وجود کی حقیقتیں بھی وہاں خود کو ظاہر کر دیں گی۔ مولانا رومی کہتے ہیں :

ای دریدہ پوستین یوسفان گرگ برخیزی ازاین خواب گران

وہ ظالم پنجہ جو یوسفوں کو زخمی کرتا ہے اور مظلوموں کو پامال کر دیتا ہے، اس کا باطن بھیڑیا ہے، انسان نہیں ہے۔ یہ باطن وہاں خود کو ظاہر کر دے گا۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں سے خطاب ۲۷/۱۰/۲۰۰۴

☆☆☆

ہمیں قیامت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے

قیامت بہت عظیم واقعہ ہے۔ ہمیں ہمیشہ قیامت کی یاد اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے اور قیامت سے ڈرنا چاہیے۔

آیت کریمہ قیامت کے متعلق فرماتی ہے :"یستعجل بها الذین لا یومنون بها والذین آمنوا مشفقون منها و یعلمون انها الحق" کفار قریش پیغمبر (ص) سے کہتے تھے کہ آپ ہمیں جس قیامت اور جہنم سے ڈراتے ہیں وہ کہاں ہے؟ قرآن فرماتا ہے :"والذین آمنوا مشفقون منها" صاحبان ایمان قیامت سے ڈرتے ہیں۔ قیامت واقعاً ایسی ہی ہے۔ قیامت سے ڈرنا چاہیے، قیامت

کو اپنے ذہن سے نکلنے نہیں دینا چاہیے، یہ ہماری حفاظت کی ضامن ہے۔ قیامت خدا کے سامنے پیش ہونے کا دن ہے۔ :"و عرضوا علی ربک صفا" انسان اپنی حقیقت، اپنے قلب و باطن اور اپنی عادات و خصوصیات کے ساتھ خدا کے سامنے جائے گا۔ اس دنیا میں بھی خدا ہمارا باطن دیکھتا ہے لیکن وہاں پر کسی بھی قسم کی پردہ پوشی نہیں ہے، خود ہم بھی اپنی حقیقت سمجھیں گے اور دیکھیں گے، ہم خود اپنی مذمت کریں گے۔ روز جزا، جوابدہی کا دن ہے؛ واقعی جوابدہی کا۔ ایسی جوابدہی جس میں غلطی دور کرنے اور کسی دوسری جگہ رجوع کرنے کا امکان نہیں ہوگا اور نہ ہی انسان جھوٹا اور نامعقول عذر لا سکے گا۔ انسان خداوندعالم کے سامنے ہوگا اور وہ انسان کی گرفت کرے گا۔ قیامت بغیر چشم پوشی کے حساب و کتاب کا دن ہے۔ ہم سب کا حساب ہوگا۔ قیامت، زبان بند ہونے کا دن ہے۔ یہاں پر کی جانے والی لفاظی کی وہاں کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ "ھذا یوم لا ینطقون ولا یوذن لھم فیعتذرون" زبان بند ہو جائے گی، اس وقت انسان کا باطن، اس کے عادات و اطوار اور اعضاء و جوارح گفتگو کریں گے۔ اگر ہم نے اپنے دل میں کینہ، حسد، بدبینی، دل کی مختلف بیماریاں، نیک لوگوں سے کینہ توزی اور گناہوں کے لئے محبت اور شوق پوشیدہ کر رکھا ہوگا تو وہاں پر یہ سب کچھ سامنے آجائے گا۔ قیامت بہت عجیب واقعہ ہے۔ "الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون"۔

قیامت سے متعلق آیات انسان کو جھنجھوڑ دینے والی ہیں۔ قرآن کی بشارتیں بھی جھنجھوڑنے والی، پرکشش اور شوق آفریں ہیں، قرآن نے جن چیزوں سے ڈرایا ہے وہ بھی بدن میں لرزہ پیدا کرنے والی اور دل کو متاثر کرنے والی ہیں۔ "یبصرونھم یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ و صاحبتہ و اخیہ و فضیلتہ التی تؤویہ و من فی الارض جمیعا ثم ینجیہ" مجرم عذاب خدا کی سختی کی وجہ سے تمنا کرے گا کہ وہ نجات پانے کے لئے اپنا بیٹا فدا کر دے، اپنے عزیز رشتہ داروں اور اس روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کی قربانی دے دے تاکہ عذاب سے نجات پا جائے، لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ خدا کا عذاب ہے، کوئی مذاق نہیں ہے :"کلا انھا لظی، نزاعۃ للشوی ، تدعو من ادبر و تولی، و جمع فاوعی"۔" ہرگز نہیں! یہ آتش جہنم

ہے۔ کھال اتار دینے والی۔ ان سب کو آواز دے رہی ہے جو منہ پھیر کر جانے والے تھے اور جنہوں نے مال جمع کر کے بند کر رکھا تھا"۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں سے خطاب ۲۰۰۴/۱۰/۲۷

☆☆☆

قیامت کی تشریح، امام سجاد علیہ السلام کی زبانی

امام سجاد علیہ السلام دعائے ابوحمزہ ثمالی میں جو بہت عظیم دعا ہے، خوف قیامت کی تشریح کرتے ہیں: " ابکی لخروجی عن قبری عریانا ذلیلا حاملا ثقلی علی ظھری" میں آج اس دن کے لئے روتا ہوں کہ جب عریاں، ذلیل اور اپنے عمل کا بار سنگیں کاندھوں پر اٹھائے اپنی قبر سے باہر آؤں گا۔ "انظر مرۃ عن یمینی و اخری عن شمالی اذ الخلائق فی شان غیر شانی لکل امرء منھم یومئذ شان یغنیہ وجوہ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ" بعض افراد کے چہرے کھلے ہوئے ہوں گے اور وہ خوشحال و سربلند کھڑے ہوں گے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کے پل صراط سے کہ جس کی حقیقت اور باطن دنیا میں ہے اور اس کی ظاہری صورت قیامت میں ہے، گزر گئے تھے۔ یہ پل صراط، بندگی، تقویٰ اور پرہیزگاری کا پل ہے۔ "و ان اعبدونی ھذا صراط مستقیم" اس دنیا کا پل صراط ہی جہنم کا پل صراط ہے۔ پیغمبر سے خطاب ہوتا ہے "انک علی صراط مستقیم" یا "ان اعبدونی ھذا صراط مستقیم" یہ وہی جہنم کا پل صراط ہے۔ اگر ہم دنیا میں اس پل صراط سے صحیح طریقہ سے اور بغیر لغزش کے گزر گئے تو وہاں کے پل صراط سے گزرنا نہایت آسان کام ہے، جیسے مومنین برق کی مانند گزر جائیں گے۔ "ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا" یہ لوگ جہنم کی آواز بھی نہیں سنیں گے۔ "و ھم فی ما اشتھت انفسھم خالدون لا یحزنھم الفزع الاکبر" فزع اکبر یعنی وہ سب سے بڑا خوف جو انسان کو لاحق ہو سکتا ہے۔ مومنین اپنے انھی جسمانی، روحانی اور نفسانی پہلوؤں

کے ساتھ وہاں پر ہوں گے لیکن وہ عظیم خوف انہیں دہشت زدہ نہیں کرے گا۔ "لا یحزنھم الفزع الاکبر"۔ یہ لوگ دنیا کے پل صراط سے گزر گئے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں سے خطاب ۲۷/۱۰/۲۰۰۴

☆☆☆

ہم عہدیداروں کو جہنم کی آگ کا خطرہ زیادہ ہے

عزیز بھائیو اور بہنو! یہ پل صراط ہمارے اور آپ کے لئے بہت حساس ہے۔ ہم عہدیدار ہیں۔ ہم میں اور کوچہ و بازار کے معمولی آدمیوں میں فرق ہے۔ ہم چاہیے پارلیمانی ممبر ہوں، حکومت کے عضو ہوں، فلاں عسکری گروہ کے مدیر ہوں یا قضاوت کے میدان میں ہوں، لیکن چونکہ آپ حضرات اور خواتین مختلف جگہوں پر عہدیدار اور ذمہ دار ہیں اس لئے ہمارا اور آپ کا معاملہ بہت سنگین ہے۔ اگر ہم کوئی غلطی کریں یا ہم سے لغزش ہو جائے اور ہمارے کام میں کوئی عیب ہو تو اس کا نقصان صرف ہم کو نہیں ہو گا بلکہ اس کا نقصان بہت وسیع پیمانے پر ہو گا۔ اگر ہم کم کام کریں اور کوتاہی کریں تو ملک کا نقصان ہو گا۔ اگر ہم خدانخواستہ اپنے فیصلوں میں خواہشات نفسانی کی پیروی کریں، پارٹی بازی اور دوستی سے کام لیں اور حقیقی اقدار سے بے توجہی کریں تو ملک نقصان اٹھائے گا۔ ہمارا معاملہ بہت سخت ہے۔ ہمیں دوسروں سے زیادہ جہنم اور اس پل صراط سے عبور کرنے کی فکر میں رہنا چاہیے۔ یہ چند سالہ عہدہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔آپ پارلیمانی ممبر ہیں، حکومت کے عضو ہیں، وزیر ہیں یا مدیر ہیں؛ یہ تین سال، چار سال، پانچ سال اور دس سال گزر جائیں گے۔ اگر ان چند سالوں میں اپنے اوپر کنٹرول کیجیے اور پیسہ کمانے، ناجائز درآمد، رشوت، حکومتی سہولتوں سے استفادہ اور بیت المال کے استعمال کی کوشش میں نہ رہیں اور یہ بہت مشکل بھی نہیں ہے،تو "ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون" "ھذا یومکم الذی کنتم توعدون"فرشتے متقین اور مومنین کے پاس آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ یہ تمہارا دن ہے۔ یہ وہی دن ہے کہ انبیاء ہمیشہ جس کی نوید مومنین کو دیتے تھے۔آپ لوگ محظوظ ہو جایئے۔ "ادخلوا الجنۃ"۔ ہمیں دوسروں سے زیادہ متوجہ رہنے اور جہنم سے ڈرنے کی

ضرورت ہے۔ جن لوگوں پر زیادہ ذمہ داری ہے انہیں عام آدمیوں کی نسبت جن پر صرف ان کی محدود اور معمولی ذمہ داری ہے، آتش جہنم کا خطرہ زیادہ ہے۔ ہمارا معاملہ بہت سنگین ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں سے خطاب ۲۰۰۴/۱۰/۲۷

☆☆☆

اپنے بچوں کو مومن بنائیے

اپنے بچوں کا خیال کیجیے "قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ" ہمیں اپنے بچوں کو یوں ہی چھوڑ دینے کا حق نہیں ہے۔ آپ کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ان کی ایمان کی حفاظت کی جائے۔ آپ ایسا کوئی کام نہ کیجیے کہ آپ کی جوان، بیٹی یا بیٹے چاہے وہ طالب علم ہو، تاجر ہو یا کسی اور کام میں مشغول ہو، کا آپ کے بنیادی اصولوں کے متعلق عقیدہ متزلزل ہو جائے۔ کبھی کبھی انسان اپنے بے مہار ہاتھ، زبان اور غلط عمل سے ایسا کام کرتا ہے کہ اپنی جوان اولاد کو دین، دینی بنیادوں اور دینی عقائد اور اصولوں سے دور کر دیتا ہے۔ اس کا عقیدہ اس سے سلب کر لیتا ہے۔ ہمارے درمیان ایسے لوگ ہیں۔ دونوں طرف سے ایسا ممکن ہے۔ کبھی بیجا سختیوں کے ذریعہ کہ میں بیجا سختیوں کے لئے ہرگز نہیں کہوں گا، اور کبھی سخت اور تلخ رویہ اپنا کر بچے کو متنفر کر دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف بعض لوگ لاقانونیت، لاابالی پن، بچوں کو بے حساب سہولتیں فراہم کرکے اور ان کی ہر غلطی سے چشم پوشی کرکے انہیں دور کر دیتے ہیں، نتیجہ میں بچے خراب ہو جاتے ہیں اور بگڑ جاتے ہیں۔ بچوں سے صحیح منطق اور محبت آمیز رویہ سے پیش آنا چاہیے۔ "قوا انفسکم و اھلیکم نارا" اپنے جوانوں اور اپنی بیویوں کی حفاظت کیجیے۔ یہ آپ کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اس کے اثرات بڑھتے رہتے ہیں۔ یعنی اگر کسی گھرانے میں جوان یا کسی عضو خانوادہ میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو وہ دانت پر پڑنے والے سیاہ دھبہ کی مانند ہے، جس سے دانت کی جڑیں خراب ہو جاتی ہیں، (اسی طرح یہ شخص) اپنے مخاطب اور اپنے ماں باپ کو متاثر کرتا ہے، اسی طرح ایک دوسرے میں ان کا اثر بڑھتا رہتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ معنویت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

یہ آیت کریمہ میرے لئے ہمیشہ بہت پرکشش رہی ہے :"الذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التناھم من عملھم من شی" جن لوگوں نے اپنی اولاد کے ایمان کی حفاظت کی ہے، چاہے ان کی اولاد کا عمل اتنا نمایاں نہ ہو لیکن ہم معنویت کے بلند درجات میں ان کی اولاد کو ان سے ملحق کردیں گے۔ روایت میں ہے "لتقر عیونھم" تاکہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ اگر آپ مومن ہوں اور بچے کو مومن بنا دیں تو خداوند عالم قیامت، بہشت اور آپ کو درپیش دوسرے سخت مراحل میں اس بچہ کی کمیوں کا جبران کردے گا اور اسے آپ تک پہنچا دے گا تاکہ آپ کی آنکھ اور دل کو سکون پہنچے۔ خدا کی نظر میں مومن کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں سے خطاب ۲۷/۱۰/۲۰۰۴

☆☆☆

امیر المومنین علیہ السلام کا ماہ رمضان میں حد شرعی جاری کرنا

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :"لا تمن انکم رعایۃ الحق لعھد عن اقامۃ الحق علیہ" یعنی اگر کوئی مومن ہے، مجاہد فی سبیل اللہ ہے، اس نے بہت زحمتیں برداشت کی ہیں، جنگ میں شرکت کی ہے اور نمایاں کام انجام دیے ہیں، تو آپ پر اس کے حق کی رعایت کرنا واجب ہے۔ اگر کسی موقع پر اس شخص نے کوئی غلطی کردی اور کسی کا حق ضائع کردیا اور آپ مدیر اور عہدیدار ہیں تو اس واجب حق کی وجہ سے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ جہاں پر اس نے غلطی کی ہے وہاں پر حق جاری نہ ہو۔ اس لئے معاملات کو ایک دوسرے سے جدا کیجیے۔ اگر کوئی اچھا آدمی ہے، اہم انسان ہے، اس کا ماضی اچھا ہے اور اس نے اسلام اور ملک کے لئے بہت خدمات انجام دی ہیں تو اچھی بات ہے، اس کا حق محفوظ ہے اور ہم اس کا احترام کرتے ہیں لیکن اگر اس نے غلطی کی تو اس حق کی وجہ سے اس کی غلطی سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی ہے۔ یہ امیر المومنین کا طرز فکر ہے۔

نجاشی شاعر امیر المومنین کا ثناخواں ہے جس نے جنگ صفین میں معاویہ کے مقابلہ میں لوگوں کو جنگ پر اکسانے کے لئے بہترین اشعار کہے، جو امیر المومنین کے معتقدین اور آپ کی طرف ہے اور

اخلاص اور آپ کی اطاعت کے سلسلہ میں اس کا کردار مشہور ہے، ایسے شخص نے ماہ رمضان میں شراب پی لی۔ جب امیر المومین کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شراب کی حد تو واضح ہے۔ اسے لے آؤ تاکہ اس پر حد جاری کی جائے۔ امیر المومنین نے لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ان پر شراب پینے کی حد جاری کی یعنی انہیں اسی کوڑے مارے۔ ان کے گھر اور قبیلہ والے امیر المومنین کے پاس آئے اور کہا : اے امیر المومنین! آپ نے ہماری بے عزتی کردی۔ یہ تو آپ کے گروہ میں تھا، آپ کے ساتھیوں میں تھا، آج کل کی تعبیر میں "آپ کی پارٹی کا آدمی تھا"۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے غلط کوئی کام نہیں کیا ہے۔ ایک مسلمان نے غلطی کی، اس پر خدا کی حد واجب ہو گئی اور میں نے وہ حد جاری کردی۔ البتہ نجاشی نے سزا پانے کے بعد کہا کہ اگر ایسا ہے تو میں آج کے بعد سے معاویہ کے لئے شعر کہوں گا۔ وہ اٹھا اور جا کر معاویہ سے مل گیا۔ امیر المومنین نے بھی نہیں فرمایا کہ افسوس! نجاشی ہمارے ہاتھ سے نکل گیا، اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔ نہیں! چلا گیا تو چلا گیا۔ البتہ اگر رہ جاتا تو بہتر ہوتا۔ امیر المومنین کی منطق اور روش یہ تھی۔ آپ نے نجاشی کے ساتھیوں سے فرمایا :"فهل هو الا رجل من المسلمین انتهک حرمة من حرم الله فاقمنا علیه حدا کان کفارته" ہم نے حد جاری کردی تو اس کے گناہ ختم ہو گئے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۰۰۶/۱۱/۶

☆☆☆

رمضان؛ طہارت و مغفرت کا مہینہ

ماہ رمضان کا روزہ خدا کی عظیم ضیافت کا ایک حصہ ہے جو انسان کی روح کو پاکیزہ بنانے اور روزہ دار کی قلبی طہارت کا سبب بنتا ہے۔ امام سجاد علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا :"شهر الطهور و شهر التمحیص" رمضان، دل کے پاک ہونے اور مغفرت کا مہینہ ہے، کیونکہ خداوند عالم اس مہینہ میں دوسرے مہینوں سے زیادہ استغفار پر اپنی نظر عنایت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک روایت میں ہے کہ "فمن لم یغفر له فی رمضان ففی ای شهر یغفر له" اگر کوئی ماہ رمضان میں کہ

جس میں انسانوں کے لئے رحمت خداوندی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، مغفرت نہ حاصل کرسکا تو پھر کب اسے یہ توفیق مل سکے گی؟

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۱/۱۰/۲۰۰۵

☆☆☆

اچھی طرح روزہ رکھیے

ماہ رمضان کی فرصت سے فائدہ اٹھایئے، اچھی طرح روزہ رکھیے، جوان روزہ تو رکھتے ہیں لیکن اچھی طرح روزہ رکھیں۔ اچھی طرح روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ کا منہ کھانے پینے کی چیزوں سے محفوظ ہے اسی طرح آپ کا دل بھی ہوا و ہوس سے، آنکھیں آنکھوں کے گناہوں سے اور بقیہ اعضاء و جوارح بھی محفوظ اور روزہ دار ہوں۔ آپ محسوس کیجیے کہ اس مہینہ میں اس طرح روزہ رکھ کر آپ خدا سے مزید نزدیک ہو رہے ہیں اور آپ کا دل مزید نورانی ہو رہا ہے۔

ممتاز جوانوں سے ملاقات کے وقت ۱۶/۹/۲۰۰۶

☆☆☆

ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں پر فضیلت کیوں حاصل ہے

ماہ رمضان مناسب موقع ہے کیونکہ "لعلکم تتقون" خدا نے روزہ کو اسی ہدف کے تحت واجب قرار دیا ہے۔ کم از کم اس مہینہ میں روزہ کے واجب ہونے جو اس مہینہ کا نمایاں عمل ہے، کا ایک ہدف حصول تقویٰ ہے۔ روزانہ نماز کے بعد کی دعا میں ہم پڑھتے ہیں: "و ھذا شھر عظمتہ و کرمتہ و فضلتہ علی الشھور" خدا نے اس مہینہ کو دوسرے مہینہ پر فضیلت عطا کی ہے۔ جن چیزوں نے اس مہینہ کو فضیلت بخشی ہے ان میں سے ایک "روزہ" ہے، ایک سبب "نزول قرآن" ہے، ایک "شب قدر" ہے جو اس دعا میں اس مہینہ کی نمایاں خصوصیت کے عنوان سے ذکر ہوئی ہیں۔ یہ ہمارے رشد و نمو کے لئے مساعد ماحول اور فضا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ماہ رمضان کی آمد پر لوگوں سے فرمایا: "سبحان اللہ! ماذا تستقبلون و ماذا یستقبلکم" تم کس کا استقبال کرنے جارہے ہو! اور کون تمہارا استقبال کرنے آرہاہے! یہ اس زبان سے ماہ رمضان کی عظمت کا بیان ہے۔ حقیقت و باطن پر نظر رکھنے والی ان کی آنکھ ماہ رمضان کی برکتیں دیکھ رہی ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں اور عاملین سے خطاب ۱۰/۱۰/۲۰۰۶

☆☆☆

جسم کا روزہ، روح کا روزہ

امیر المومنین علیہ السلام سے ایک روایت ہے جس میں آپ نے روزہ کو جسم اور روح کے روزہ میں تقسیم کیا ہے۔ جسم کے روزہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں: "صوم الجسد الامساک عن الاغذیۃ بارادۃ و اختیار" جسم کا روزہ یہ ہے کہ انسان کھانے پینے کی چیزوں کو اپنے ارادہ واختیار سے نہ کھائے۔ "خوفا من العقاب و رغبۃ فی الثواب والاجر" اس جذبہ کی وجہ سے انسان غذا سے پرہیز کرتا ہے۔ لیکن روح کا روزہ: "و صوم النفس امساک الحواس الخمس عن سائر المآثم" یہ روح کا روزہ ہے کہ اپنے حواس خمسہ کو تمام گناہوں سے دور رکھو۔ "و خلو القلب من جمیع اسباب الشر" دل کو برائی کے اسباب سے خالی کیجیے۔ یہ روح کا روزہ ہے۔ برائی کے اسباب کیا ہیں؟ جو حواس خمسہ کو گناہوں سے بچانے کا ارادہ کرلے اس کے لئے یہ کام آسان ہے یعنی انسان کا ہاتھ، آنکھ، کان اور زبان گناہ کی مرتکب نہ ہو۔ لیکن دل کا اسباب شر سے خالی کرنا بہت مشکل کام ہے، یہ زیادہ مشکل ہے جس کے لئے کوشش کی ضرورت ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں اور عاملین سے خطاب ۱۰/۱۰/۲۰۰۶

☆☆☆

ماہ رمضان کی برکتیں

اس مہینہ میں روزہ رکھنے اور بھوکے رہنے کی ریاضت، شاید اس خدائی ضیافت کا سب سے بڑا نتیجہ

ہے۔ انسان کے لئے معنوی اعتبار سے اور دل میں نورانیت پیدا کرنے کے اعتبار سے روزہ کی برکتیں اتنی زیادہ ہیں کہ شاید کہا جاسکتا ہے کہ اس مہینہ کی سب سے بڑی برکت یہی روزہ ہے۔ بعض لوگ روزہ رکھتے ہیں تو وہ اس بزم ضیافت میں شامل ہوگئے ہیں اور انہوں نے اس سے کچھ فائدہ بھی حاصل کیا ہے۔ لیکن روزہ جو اس مہینہ کی معنوی ریاضت ہے، اس کے علاوہ یہ قرآن سے بہترین طریقہ سے استفادہ کرتے ہیں یعنی غور و فکر کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے ہیں۔ روزہ یا روزہ سے وجود میں آنے والی نورانی کیفیت کے ہمراہ رات میں اور نصف شب میں تلاوت قرآن، قرآن سے انسیت اور خدا کا مخاطب بننے کی لذت اور اس کا معنی و مفہوم کچھ اور ہی ہے۔ انسان جو کچھ اس تلاوت سے حاصل کرتا ہے (اور جس انداز سے اس وقت تلاوت کرتا ہے) عام حالات میں ایسی تلاوت نہیں کر سکتا ہے، ماہ ضیافت سے فائدہ اٹھانے والے اس تلاوت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ خدا سے گفتگو اور راز و نیاز کرنے، اپنی دلی خواہشات اور اپنے قلبی اسرار بیان کرنے یعنی دعاؤں سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ دعائے ابو حمزہ ثمالی، دن کی دعائیں، رات اور وقت سحر کی دعائیں؛ انہیں پڑھنے کا مطلب خدا سے گفتگو کرنا ہے، خدا سے طلب کرنا ہے، خود کو حریم عزت خداوندی سے نزدیک کرنا ہے، یہ بعض لوگ اس سے بھی بہرہ مند ہوتے ہیں۔

ان سب سے پہلے اور شاید ان سب سے بالاتر گناہوں کا ترک کرنا ہے، وہ اس مہینہ میں گناہ بھی نہیں کرتے ہیں۔ پیغمبر اکرم (ص) کے خطبہ میں امیر المومنین (علیہ الصلاۃ والسلام) سوال کرتے ہیں کہ اس مہینہ میں کس عمل کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ پیغمبر (ص) فرماتے ہیں کہ "الورع عن محارم الله" گناہوں اور محارم خداوندی سے پرہیز کرنا اعمال انجام دینے پر مقدم ہے، یہ دل اور روح کو کثافت سے بچاتا ہے۔ یہ لوگ گناہ سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے یہاں روزہ داری بھی ہے، تلاوت بھی ہے، دعا و ذکر بھی ہے اور گناہوں سے دوری بھی ہے۔ یہ تمام اعمال مل کر انسان کو اخلاق و کردار کے اعتبار اسلام کے مطمع نظر سے نزدیک کر دیتے ہیں۔ جب یہ سارے اعمال انجام پاگئے تو انسان کا دل کینہ سے خالی ہو جاتا ہے، انسان میں ایثار و فداکاری کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے، محروموں اور ناداروں کی مدد کرنا

انسان کے لئے آسان ہو جاتا ہے، مادی امور میں دوسروں کے لئے اپنے حق سے در گزر کرنا انسان کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ دیکھتے ہیں کہ ماہ رمضان میں جرائم کم ہو جاتے ہیں، نیک کام زیادہ ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں دوسرے دنوں کی بہ نسبت محبت زیادہ ہو جاتی ہے؛ یہ سب اسی خدائی ضیافت کی برکت ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۴/۹/۲۰۰۷

☆☆☆

بہترین دعا، پروردگار سے طلب مغفرت

اس مہینہ میں ہر مسلمان کی کوشش یہ ہونا چاہیے کہ اس خدائی ضیافت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے اور رحمت و مغفرت الٰہی حاصل کرلے۔ میں گناہوں سے استغفار، خطاؤں سے استغفار، لغزشوں سے استغفار، چھوٹے گناہ ہوں یا بڑے؛ ان سب سے استغفار پر تاکید کرتا ہوں۔ اس مہینہ میں یہ بہت اہم ہے کہ ہم اپنے دل کو کثافتوں سے پاک کرلیں، خود کو برائیوں سے پاک و صاف کریں؛ اور یہ اسی استغفار کے ذریعہ ممکن ہے۔ اسی وجہ سے متعدد روایات میں ہے کہ تمام دعاؤں میں سرفہرست اور بہترین دعا استغفار کرنا ہے، خدا سے گناہوں کی بخشش طلب کرنا ہے۔ استغفار سب کے لئے ہے۔ پیغمبر اکرمؐ — وہ عظیم المرتبت انسان — بھی استغفار کرتے تھے۔ البتہ ہمارے جیسے لوگوں کا استغفار خاص قسم کے گناہوں سے ہے، حیوانی جذبات و میلان کی بنیاد پر وجود میں آنے والے یہی عام گناہ جنہیں ہم آشکار اور واضح گناہ کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا استغفار ایسے گناہوں سے نہیں ہے بلکہ ترک اولی سے ہے۔ بعض لوگ ترک اولی بھی نہیں کرتے ہیں لیکن استغفار کرتے ہیں کیونکہ یہ استغفار پروردگار عالم کی عظیم ذات مقدس کے مقابلہ میں ممکن الوجود انسان کے فطری اور ذاتی نقص کی بنیاد پر ہے اور مکمل معرفت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ البتہ یہ اولیاء اور بزرگوں سے مخصوص ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۴/۹/۲۰۰۷

☆☆☆

خداوند عالم توبہ قبول کرتا ہے

ہمیں اپنے گناہوں سے استغفار کرنا چاہیے۔ استغفار کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ ہم کو ہماری ذات سے غفلت کے حصار سے باہر نکال دیتا ہے۔ ہم کبھی اپنے بارے میں غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ذہن میں استغفار کا خیال اس وقت آتا ہے جب ہم گناہ، خطا اور ہوائے نفس کی پیروی کر لیتے ہیں، حدود خدا سے تجاوز کر جاتے ہیں، اپنے نفس پر اور دوسروں پر ظلم کر لیتے ہیں اور اس کے بعد یہ سب کچھ ہماری نگاہوں کے سامنے زندہ و مجسم ہو جاتا ہے اور ہمیں یاد آتا ہے کہ ہم نے کیا کر دیا ہے، ایسے وقت میں ہم نخوت و غرور اور اپنی ذات سے غفلت کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔ استغفار کا سب سے پہلا فائدہ یہی ہے۔ خداوند عالم نے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی بھی استغفار کرے گا یعنی ایک حقیقی دعا کے طور پر خدا سے گناہوں کی بخشش کا تقاضہ کرے گا اور گناہ سے پشیمان ہو گا "لوجد الله توابا رحیما"۔ خداوند عالم توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یہ استغفار، خدا کی جانب بازگشت ہے، گناہوں اور خطاؤں سے منہ پھیرنا ہے۔ اگر استغفار حقیقی اور سچا ہو تو خدا قبول کرتا ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۴/۹/۲۰۰۷

☆☆☆

بغیر توجہ کے استغفار درحقیقت استغفار نہیں ہے

آپ متوجہ رہیے کہ اگر آدمی یوں ہی صرف زبان سے استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ کہہ دے اور اس کا ذہن ادھر اُدھر ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، یہ استغفار نہیں ہے۔ استغفار ایک دعا ہے، ایک خواہش ہے؛ انسان کو اسے واقعاً خدا سے طلب کرنا چاہیے اور خدا کی مغفرت اور بخشش کا تقاضہ کرنا چاہیے کہ اے پروردگار! میں نے یہ گناہ کیا ہے، مجھ پر رحم فرما، میرے اس گناہ سے درگذر فرما۔ ہر گناہ کے سلسلہ میں اس طرح استغفار کرنے سے یقینا مغفرت خدا شامل حال ہو گی۔ خداوند عالم نے یہ راستہ کھولا ہے۔

البتہ دین مقدس اسلام نے دوسروں کے سامنے اقرار گناہ سے منع کیا ہے۔ جیسا کہ بعض ادیان میں رائج ہے کہ عبادت گاہوں میں مذہبی رہنما اور پادری کے سامنے جاکر اعتراف گناہ کریں، یہ اسلام میں نہیں ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ خود اپنا راز فاش کرنا اور دوسروں سے اپنا گناہ بتانا غلط ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان خیالی اور تحریف شدہ ادیان میں کہا جاتا ہے کہ مذہبی رہنما گناہ بخش دیتا ہے لیکن اسلام کی نگاہ میں گناہ بخشنے والا صرف خدا ہے۔ یہاں تک کہ پیغمبر (ص) بھی کسی کا گناہ نہیں معاف کر سکتے ہیں۔ آیت کریمہ میں ہے: "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفر الله واستغفر لهم الرسول لوجد الله توابا رحيما" اگر کوئی گناہ اور اپنے نفس پر ظلم کرنے کے بعد آپ کے پاس آئے کہ آپ تو پیغمبر ہیں، آپ ہمارے لئے خدا سے بخشش طلب کیجیے اور آپ بھی ان کے لئے طلب بخشش کریں تو خدا ان کی توبہ قبول کرلے گا۔ یعنی پیغمبر ان کے لئے طلب مغفرت کر رہے ہیں، خود پیغمبر گناہ نہیں بخش سکتے ہیں، گناہ صرف خدا ہی بخشے گا۔ یہ استغفار ہے کہ جس کی بہت اہمیت ہے۔ اس مہینہ میں استغفار سے غفلت نہیں ہونا چاہیے بالخصوص سحر اور رات کے وقت۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۴/۹/۲۰۰۷

☆☆☆

ہمیں خدا سے اپنا رابطہ مستحکم کرنا چاہیے

اگر ہم میدان زندگی میں اسلام کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر ثابت قدمی کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو ہمیں خداوند عالم سے اپنا رابطہ مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ رابطہ دعا، نماز اور گناہ سے پرہیز کے ذریعہ ممکن ہے۔ لہٰذا آپ ملاحظہ فرمایئے کہ امیر المومنین (علیہ السلام)، وہ شجاع اور دلاور سورما کہ میدان جنگ میں جن کی شجاعت دنیا میں مشہور ہے اور کسی کو بھی اس سے اختلاف نہیں ہے، جب محراب میں آتے ہیں "يتململ تململ السليم" سانپ کے کاٹے ہوئے کی مانند تڑپتے ہیں، آنسو بہاتے ہیں، گریہ کرتے ہیں اور خاک پر پیشانی رکھتے ہیں۔ دعائے کمیل اور امیر المومنین سے منسوب

مناجات شعبانیہ پر ایک نظر ڈالیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم انسان خدا کے حضور میں کس طرح گریہ و زاری کرتا ہے۔ یہ ہمارے لئے سبق ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے یوم ولادت کے موقع پر عوام سے خطاب ۱۶/۷/۲۰۰۸

☆☆☆

ہمیں صبر کو بارگاہ خدا سے متصل کر دینا چاہیے

قرآن میں ملاحظہ فرمایئے "واصبر وما صبرک الا باللہ"۔ البتہ قرآن میں "واصبر" متعدد مقامات پر آیا ہے اور ہر جگہ اپنی ذات میں معرفت کا ایک سمندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ آیہ کریمہ میں ہے "واصبر وما صبرک الا باللہ" خدا کی مدد سے ہی آپ صبر کر سکتے ہیں یعنی استقامت اس وقت لامتناہی بن جاتی ہے جب لامتناہی ذکر خدا سے متصل ہو جائے۔ صبر پائداری، ثبات قدم، استقامت اور پیچھے نہ ہٹنے کے معنی میں ہے۔ اگر ہم صبر کو لازوال بارگاہ ذکر الہی سے متصل کر دیں تو یہ صبر کبھی ختم نہیں ہوگا۔ صبر کے ختم نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کمالات کی بلندیوں تک انسان کا سفر کبھی نہیں رکے گا۔ بلندیوں سے ہماری مراد دنیا اور آخرت دونوں کی منزل کمال ہیں: علم، دولت و ثروت، سیاسی اقتدار، معنویت، اخلاق اور انسانیت کے عالی مدارج کی طرف عروج کی منزلیں اور بلندیاں۔ ان میں کسی بھی جگہ رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی کیونکہ ترقی کے سفر میں رکاوٹ ہماری بے صبری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب دو مادی لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرائی کرتے ہیں تو جس کا صبر جلدی ختم ہو جائے وہ شکست کھا جائے گا اور جس کا صبر اور استقامت زیادہ دیر تک باقی رہے وہ کامیاب ہو جائے گا کیونکہ اس کے سامنے ایک ایسا موقع آئے گا جب اس کا صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے گا۔ یہ مثال تو بہت واضح اور سامنے کی ہے لیکن تمام میدانوں میں ایسا ہی ہے۔

مشکلات، قدرتی رکاوٹوں اور سفر کمال میں انسان کو درپیش ہر رکاوٹ سے مقابلہ کے وقت اگر انسان کا پیمانۂ صبر لبریز نہ ہو تو خود وہ رکاوٹ ختم ہو جائے گی۔ اسلام کو کامیاب اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ "ان جند اللہ ھم الغالبون" کا مطلب یہی ہے۔ لشکر خدا، حزب اللہ اور بندگان خدا اُس بارگاہ

لازوال سے متصل رہ کر ہر اس مشکل میں ثابت قدم رہتے ہیں جس سے انسان مغلوب ہو سکتا ہے۔ جب اس طرف ثبات قدم ہوگا تو اس کے دوسری جانب تزلزل ہوگا، اس لئے یہ اپنے مدمقابل پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ لیکن اگر صرف ہمارا نام حزب اللہ اور جنداللہ ہو اور خدا سے رابطہ نہ ہو تو ایسی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں یہ رابطہ برقرار کرنا چاہیے۔

قوائے مقنّنہ، مجریہ، قضائیہ اور حکومتی عہدیداروں سے خطاب ۹/۹/۲۰۰۸

☆☆☆

غیر انفرادی معاملات میں صبر کے تین مراحل

صبر کے تین مراحل؛ اطاعت، معصیت اور مصیبت میں صبر کا تعلق کبھی کبھی غیر انفرادی معاملات سے ہوتا ہے یعنی ان اجتماعی معاملات سے جو کسی گروہ، قوم یا ملک کے مقدر سے وابستہ ہوتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ ایک ایسی واجب اطاعت ہے کہ اگر اسے انجام دیا جائے یا انجام نہ دیا جائے تو اس کا تعلق کسی ملک کی تقدیر سے ہوگا۔ فرض کیجیے مثلاً دفاع مقدس کے دوران جہاد فی سبیل اللہ۔ اس وقت مورچہ پر جانا اطاعت تھی۔ ملک اور نظام حکومت سے دفاع میں ثابت قدم رہنا ایک اطاعت تھی۔ یہ کسی ایسی چیز سے دفاع نہیں تھا جو صرف کسی ایک آدمی کی زندگی سے متعلق ہو۔ جنگ پر جانے والا ہر مجاہد در حقیقت اپنے جانے اور ثبات قدم کے ذریعہ ملک کا مقدر رقم کر رہا تھا۔ کبھی اس طرح کی اطاعت ہوتی ہے۔ یا آپ رکن پارلیمان ہیں، وزیر ہیں، مدیر ہیں، فوجی ہیں یا کسی ثقافتی ادارے میں کام کر رہے ہیں یعنی آپ میں سے ہر ایک جہاں کہیں بھی کام کر رہا ہے اور آپ کوئی ضروری اقدام کر رہے ہیں یہ اقدام اطاعت ہے، خدا کی اطاعت ہے اور اس کے بندوں کی خدمت ہے۔ اسلامی نظام میں خدا کی اطاعت کا یہ پہلو ایک فریضہ ہے۔ اور اطاعت خدا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس نظام الٰہی میں کام کرنے والے، سب بڑے عہدے سے چھوٹے عہدے تک جو خدمات انجام دے رہے ہیں، یہ سب الٰہی فرائض ہیں۔ اگر آپ انتظامی امور، اقتصادی امور، امن عامہ یا سیاسی امور کے ذمہ دار ہیں اور آپ تھک گئے تو آپ کا تھکنا بے صبری ہے۔ یہ "واستعینوا بالصبر والصلاۃ" کے حکم کے خلاف ہے۔ صبر سے مدد مانگیے۔

اسی طرح معصیت بھی ہے۔ وہ معصیت جس کا برا نتیجہ صرف آپ کے دامن گیر نہیں ہوگا "واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ" ہم عہدیداروں کا معاملہ ایسا ہی ہے کہ کبھی انسان کوئی غلط عمل انجام دیتا ہے، غلط بات کہہ دیتا ہے، غلط اقدام کر دیتا ہے یا غلط دستخط کر دیتا ہے جس کے برے اثرات ملک، ملک کی کسی جماعت یا کسی خاص طبقہ پر پڑتے ہیں، تو یہ گناہ ہے۔ ایسے مقام پر " صبر در معصیت " کا مطلب بہت عظیم ہو جاتا ہے۔ یہ صبر اس وقت کے صبر سے الگ ہے جب آپ کو رشوت دی جاتی ہے اور آپ صبر کرتے ہوئے رشوت نہیں لیتے ہیں۔ یہ بھی انتہائی قابل تعریف اور بہت بڑا کام ہے لیکن ایک شخصی گناہ کے مقابلہ میں صبر ہے۔ اس سے بالاتر اس گناہ کے مقابلہ میں صبر ہے جس کا تعلق صرف فرد سے نہیں بلکہ پوری جماعت سے ہے۔ لہٰذا معصیت میں صبر کا ایک ایسا میدان بھی ہے۔

مصیبت میں صبر بھی ایسا ہی ہے۔ مصیبتیں کبھی شخصی ہوتی ہیں اور کبھی عمومی۔ مثلاً آج کل ملک کے ذمہ دار افراد کو مختلف قسم کی تہمت، بدزبانی اور توہین کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر میڈیا، اخبارات اور دیگر گفتگوؤں میں کتنی زیادہ باتیں بنائی جارہی ہیں۔ اسلام کے خلاف علیحدہ طور پر (پروپیگنڈہ ہو رہا ہے) اور اسلامی جمہوریہ کے خلاف اسلام، انقلاب، سامراج کی نظر میں غیر پسندیدہ مقاصد کے سبب اور اسلامی جمہوریہ کی بعض شخصیات کی وجہ سے جنہیں وہ پسند نہیں کرتے ہیں، پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ یعنی اسلامی جمہوریہ کے خلاف یہ حملے مختلف زاویوں اور مختلف طریقوں سے ہو رہے ہیں۔ یہ ایک مشکل اور مصیبت ہے اور اس پر صبر کرنا بھی آسان نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی کبھی ہم انقلاب کے اہداف و مقاصد کی حفاظت کرنے میں بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں یا بعض افراد کو بے صبری کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ میری نگاہ میں یہ موقع بہت اہم ہے۔ اسلامی نظام کے راستہ اور مقصد کے متعلق پائدار اور ثابت قدم رہنا چاہیے۔ اس موقع پر صبر کی اہمیت دوسرے مواقع سے زیادہ ہے۔

قوائے مقنّنہ، مجریہ، قضائیہ اور حکومتی عہدیداروں سے خطاب ۹/۹/۲۰۰۸

☆☆☆

دعااور وعظ و نصیحت کی محفلوں سے استفادہ کرنا چاہیے

وعظ و نصیحت، دعااور قرآن کی محفلیں گزشتہ زمانے میں رائج تھیں،آج پہلے سے زیادہ ہیں، یہ ایک اچھی رسم ہے۔ روز بروز ان کی ترویج کرنا چاہیے ، انہیں گہرائی و گیرائی کا حامل بنانا چاہیے اور ان میں جان ڈالنا چاہیے۔ صرف محفل کی صورت کافی نہیں ہے بلکہ دعا، وعظ و نصیحت اور قرآن کی محفلوں سے بہرہ مند ہونا چاہیے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۰/۹/۲۰۰۸

☆☆☆

اگر توبہ کا راستہ نہ ہوتا تو ہم کیا کرتے؟

ماہ رمضان کا ایک اہم نتیجہ توبہ اور خداوند عالم کی جانب بازگشت ہے۔ ہم دعائے ابوحمزۂ ثمالی میں پڑھتے ہیں :"واجمع بینی و بین المصطفی و انقلنی الی درجۃ التوبۃ الیک"ہمیں توبہ کے درجہ تک پہنچادے تاکہ ہم غلط راستہ، برے عمل، بری فکر اور برے اخلاق سے پلٹ سکیں۔

وداع ماہ مبارک رمضان کی دعا میں امام سجاد علیہ السلام پروردگار عالم سے عرض کرتے ہیں :"انت الذی فتحت لعبادک بابا الی عفوک و سمیتہ التوبۃ"خدایا! تونے یہ باب وا کیا ہے کہ ہم تیری عفو و مغفرت کی سمت قدم بڑھائیں اور تیری نعمت بخشش و رحمت سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ توبہ کا در ہے ۔ اگر خداوند عالم بندوں کے لئے توبہ کا باب نہیں کھولتا تو ہم گناہگار بندوں کی بہت بری حالت ہو جاتی۔ انسان انسانی خواہشات اور ہوا و ہوس کی وجہ سے غلطی کر بیٹھتا ہے اور خطا و لغزش سے دچار ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ہر گناہ ہماری روح اور دل پر ایک کاری زخم لگا دیتا ہے۔ اگر توبہ کا راستہ نہ ہوتا تو ہم کیا کرتے؟

دعائے کمیل میں امیرالمومنین فرماتے ہیں :"لا اجد مفرا مما کان منی ولا مفزعا اتوجہ الیہ فی امری غیر قبولک عذری"اگر پروردگار رحیم و کریم عذر قبول نہ کرتا تو ہم

اپنے گناہ، خطا، لغزش، ہوا و ہوسکی پیروی اور اپنے دوش پر اتنی برائیوں کے بار سے کیسے نجات پاتے۔ ہمارے پاس نہ کوئی راہ فرار تھی نہ پناگاہ۔ خداوند عالم نے ہمارے لئے اس پناگاہ کا باب کھولا ہے اور یہ باب، توبہ ہے۔ توبہ کی قدر کیجیے۔

کوئی جوان جہالت و نادانی کی وجہ سے اپنے ماں باپ اور گھر سے فرار کر جاتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ ماں باپ کی آغوش میں واپس آتا ہے تو ان کی محبت کا سامنا کرتا ہے۔ یہ توبہ ہے۔ جب ہم رحمت خدا کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو خدا ہمیں اپنی آغوش رحمت میں جگہ دیتا ہے۔ ماہ رمضان میں طبیعی طور پر پیش آنے والی اس بازگشت کو غنیمت شمار کیجیے۔

خطبہ نماز عید ۲۰/۹/۲۰۰۹

☆☆☆

انبیاء کی زحمتوں کا کیا مقصد ہے؟

حیات بشر، انبیاء کی بعثت اور پیغمبران خدا کے دشمنان خدا سے اجتماعی، سیاسی اور عسکری مقابلوں میں رونما ہونے والے زحمت، محنت، خوشی، کامیابی اور شکست کے واقعات کا مقصد یہ ہے کہ انسان مادی زندگی اور اخروی و دائمی زندگی کی سرحد سے گزرتے وقت خوشحال ہو اور اسے کسی طرح کی حسرت نہ ہو۔ ان سب کا مقصد یہی ہے۔ اگر کہا گیا ہے کہ اچھے اخلاق کا مالک ہونا چاہیے، اگر کہا گیا ہے کہ فلاں قوانین پر عمل کرنا چاہیے، اگر جہاد اور عبادت کرنے کے لئے کہا گیا ہے تو ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ہمیں جو خام مادہ دیا گیا ہے ہم اسے اچھی کیفیت کا بنا دیں، ہمیں اپنے اعمال نقش کرنے کے لئے جو سفید کاغذ دیا گیا ہے ہم اس پر حسین نقش و نگار بنائیں، اسے خوبصورت بنا کر پیش کریں اور اسے اپنے ہاتھ میں لے اپنا سفر طے کریں۔ سب کچھ وہاں پر ہے، ہماری تقدیر وہاں پر ہے، یہاں تو صرف مقدمہ ہے۔ ہم آج ایک میدان میں مشق کر رہے ہیں تاکہ کسی جگہ پر ہماری تمرین ہمارے کام آجائے۔ ہماری کوشش یہ ہونا چاہیے کہ ہم اس میدان مشق سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ایسا نہ ہو کہ سارا سرمایہ خرچ کرنے کے بعد ہمیں اس کے عوض کچھ بھی حاصل نہ ہو۔

یہ جو خدا نے فرمایا ہے :"ان الانسان لفی خسر" خسر کا یہی مطلب ہے یعنی سرمایہ کا جل کر راکھ ہو جانا اور ہاتھ سے نکل جانا۔ ہم لوگ ہر لحہ اپنا سرمایہ صرف کررہے ہیں۔ سرمایہ کیا ہے؟ ہماری عمر ہے۔ لحہ بہ لحہ یہ سرمایہ ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔آج ہم نے کل کی بہ نسبت اپنے سرمایہ کا ایک دوسرا حصہ ضائع کر دیا ہے۔ چند دہائیوں کی اس عمر میں شمع حیات لحہ بہ لحہ جل رہی ہے اور یہ سرمایہ ختم ہو رہا ہے۔ ہمیں اس کے عوض کیا مل رہا ہے؟ یہ اہم ہے "الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر" اگر ایمان اور عمل صالح ہو تو یہ سرمایہ ضرور ختم ہوا ہے لیکن اس سے بہتر چیز اس کی جگہ پر آگئی ہے۔ البتہ عمل صالح کا ایک اہم حصہ حق و صبر کی وصیت بھی ہے۔

جیسے آپ پیسہ لے کر بازار جاتے ہیں اور جب بازار سے واپس آتے ہیں تو پیسہ آپ کے ہاتھ سے جا چکا ہے اور آپ کی جیب میں نہیں ہے لیکن اہم یہ ہے کہ آپ اس کے عوض بازار سے کیا لائے ہیں۔ کہیں آپ بازار سے خالی ہاتھ تو نہیں لوٹ آئے ہیں۔

اسلامی مشورتی کونسل کے نمائندوں سے خطاب ۲/۱۲/۲۰۰۹

☆☆☆

لیلۃ القدر درک کرنے سے پہلے خود کو آمادہ کرلیجئے

ماہ رمضان کے تمام روز و شب میں جتنا زیادہ ممکن ہو اپنے دلوں کو ذکر خدا سے مزید نورانی بنالیجئے تاکہ آپ لیلۃ القدر کی مقدس بارگاہ میں قدم رکھنے سے پہلے آمادہ ہوجائیں کیونکہ "لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر" وہ شب جس میں فرشتے زمین کو آسمان سے متصل کردیتے ہیں، دلوں پر نور کی بارش اور زندگی کو خدا کے نور لطف و کرم سے منور کرتے ہیں۔ معنوی سلامتی کی رات "سلام ھی حتی مطلع الفجر" یہ دل اور روح کی سلامتی اور دنیا کی بہت سی اقوام من جملہ مسلمانوں کو لاحق اخلاقی، معنوی، مادی اور عمومی و سماجی بیماریوں

سے شفا کی رات ہے۔ شب قدر میں ان سب سے سلامتی ممکن اور میسر ہے البتہ اس شرط پر کہ شب قدر میں آمادگی کے ساتھ قدم رکھیے۔

ہفتہ بسیج کی مناسبت سے بسیجیوں کے ایک گروہ سے خطاب ۲۶/۱۱/۱۹۹۷

☆☆☆

ہمیں قیامت میں عذر خواہی کا موقع نہیں دیا جائے گا

شب قدر مغفرت اور عذر خواہی کی ایک فرصت ہے۔ خداوند عالم سے عذر خواہی کیجیے۔ خدا نے ہمیں اپنی جانب واپس لوٹنے کا موقع فراہم کر دیا ہے تو ہمیں طلب مغفرت کرنا چاہیے اور اس سے معذرت کرنا چاہیے ورنہ ایک ایسا دن آئے گا جب خداوند عالم مجرموں سے فرمائے گا :"لا یوذن لھم فیعتذرون" خدانخواستہ قیامت میں ہمیں عذر خواہی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ گناہگاروں کو عذر خواہی کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ وہ جگہ عذر خواہی کرنے کی نہیں ہے۔ یہاں پر موقع فراہم ہے اور اجازت ہے ۔ یہاں پر عذر خواہی آپ کے مقام و مرتبہ میں اضافہ کرے گی، آپ کے گناہوں کو دھو کر آپ کو پاک اور نورانی کر دے گی۔ لہٰذا خداوند عالم سے عذر خواہی کیجیے۔ یہاں پر موقع ملا ہے تو خدا، اس کے لطف اور نظر محبت کو اپنی جانب متوجہ اور اپنے شامل حال کر لیجئے ۔ " فاذکرونی اذکرکم" تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا۔

آپ جس لمحہ بھی اپنے دل کو خدا کی جانب متوجہ کرتے ہیں اور اپنے دل میں خدا کی یاد لاتے ہیں اسی لمحہ خدا کی محبت اور اس کا لطف و کرم آپ کے شامل حال ہو جاتا ہے اور اسی لمحہ خدا کا دست کرم آپ کی جانب بڑھ جاتا ہے۔ آپ خدا کو یاد کرتے رہیے ورنہ ایک ایسا دن آئے گا جب گناہگاروں سے کہا جائے گا "انا نسینا کم " ہم نے تمھیں نے بھلا دیا ہے، ہم نے تمھیں طاق نسیاں کے حوالہ کر دیا ہے، یہاں سے چلے جاؤ! ۔ میدان قیامت اس طرح کا ہے۔

آج خدا نے اجازت دی ہے کہ آپ اشک ندامت بہائیے، گریہ و زاری کیجیے ، اس سے اظہار عقیدت و محبت کیجیے، عشق و خلوص کے آنسو اپنی آنکھوں میں جاری کیجیے۔ اس فرصت کو غنیمت سمجھئے ورنہ ایک

ایسا بھی دن ہے جب خداوند عالم گناہگاروں سے فرمائے گا: "لا تجاروا الیوم" جاؤ، آج گریہ وزاری نہ کرو، آج اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے: "انکم لا تنصرون"۔ یہ زندگی کی فرصت ہے جسے خدا نے اپنی جانب بازگشت کے لئے ہمارے اور آپ کے اختیار میں دیا ہے۔ اور ان میں سب سے بہترین فرصت سال کے کچھ دن ہیں منجملہ ماہ مبارک رمضان ہے اور ماہ مبارک رمضان میں شب قدر۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۶/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

تین شب قدر زیادہ تو نہیں ہے!

ان تین راتوں کے درمیان شب قدر بھی ہے۔ مرحوم محدث قمی کی نقل کی ہوئی روایت کے مطابق لوگوں نے سوال کیا کہ شب ۲۱، شب ۲۲ یا شب ۲۳ میں سے کون سی شب، شب قدر ہے؟ جواب میں فرمایا کہ کتنا آسان ہے کہ انسان دو یا تین رات کو شب قدر سمجھے۔ کیا ضرورت ہے کہ تین راتوں کے درمیان شک و تردد کا شکار رہے۔ تین شب قدر زیادہ تو نہیں ہے! ایسے افراد بھی رہے ہیں جو اول سے آخر تک پورے ماہ رمضان کو شب قدر شمار کرتے تھے اور اس کے اعمال انجام دیتے تھے! آپ اس کی قدر کیجیے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۶/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

شبہائے قدر کی واقعاً قدر جانیے

قرآن واضح طور پر فرمارہا ہے: "خیر من الف شهر" ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے! یہ بہت اہم ہے۔ اس شب میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں، روح نازل ہوتی ہے اور خدا نے اسے "سلام" کا عنوان دیا ہے۔ سلام انسانوں پر خدا کے درود و تحیت کے معنی میں بھی ہے اور لوگوں، دلوں، روحوں، جسموں اور معاشروں کے درمیان صلح و سلامتی اور الفت و محبت کے معنی میں بھی ہے۔ معنوی اعتبار

سے یہ ایسی شب ہے! شبھاے قدر کی قدر کیجیے اور ملک کے، اپنے، مسلمانوں اور اسلامی ممالک کے مسائل ومشکلات کے لئے دعا کیجیے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۶/۱/۱۹۹۸

☆☆☆

ماہ مبارک رمضان کی چار خصوصیتیں

قرآن کے جملہ "لیلۃ القدر خیر من الف شھر" سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ خدائی معیار کے مطابق ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہم ان دنوں کی مخصوص دعا میں ماہ رمضان کی چار خصوصیتیں ملاحظہ کرتے ہیں: پہلی خصوصیت اس مہینہ کے دنوں اور راتوں کی دوسرے مہینہ کے دنوں اور راتوں پر عظمت و فضیلت ہے، دوسری اس مہینہ میں روزہ کا وجوب ہے، تیسری نزول قرآن ہے اور چوتھی شب قدر ہے۔ یعنی معصوم سے منقول اس دعا میں ہمیں ماہ رمضان کو بافضیلت بنانے والے اسباب میں شب قدر نزول قرآن کے ہم پلہ نظر آتی ہے۔ لہٰذا شب قدر کی اہمیت سمجھنا چاہیے، اس کے لمحات کو غنیمت شمار کرنا چاہیے اور اس میں ایسا عمل انجام دینا چاہیے جس سے انشاء اللہ قلم تقدیر الھی ملک اور اہل وطن کے لئے ایسا مقدر رقم کرے جس کے لائق ہمارے مومن اور عزیز عوام ہیں۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۴/۱۱/۲۰۰۳

☆☆☆

شب قدر، مومن کی معراج ہے

ہمیں پر امید رہنا چاہیے، دعا کرنا چاہیے اور یہ کوشش کرنا چاہیے کہ ہم ان شبہائے قدر سے اپنی روحانی ترقی کی راہ میں فائدہ اٹھائیں، کیونکہ نماز مومن کے لئے ذریعہ عروج و معراج ہے۔ دعا بھی مومن کی معراج ہے، شب قدر بھی مومن کی معراج ہے۔ ہمیں وہ کام کرنا چاہیے جس سے ہم معراج حاصل کریں اور جتنا ممکن ہو خود کو اُس کثافت وغلاظت کے ڈھیر سے دور کریں جس میں دنیا کے بہت

سے انسان پھنسے ہوئے ہیں۔ دنیا سے وابستگی، بداخلاقی، غیر انسانی اور انسانیت مخالف عادات و اطوار، ظالمانہ جذبات، ظلم اور فحشاء انسانی روح کے لئے کثافت و غلاظت کا ڈھیر ہیں۔ یہ راتیں ہمیں زیادہ سے زیادہ ان سے دور اور جدا کریں۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۰۰۶/۱۱/۶

☆☆☆

دعا؛ شبہائے قدر میں بہترین عمل

خدا کے خوان ضیافت کا ایک حصہ شب قدر ہے۔ خدا نے فرمایا ہے: "لیلۃ القدر خیر من الف شھر" جس شب کو شب قدر کہا جاتا ہے اور وہ ماہ رمضان کی چند راتوں کے درمیان مشکوک ہے، ہزار مہینوں سے بہتر و برتر ہے۔ ان روحانی اکسیر سے مالامال شبہائے قدر میں بندۂ مومن کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس رات میں بہترین عمل دعا ہے۔ اس رات کا احیاء بھی دعا، توسل اور ذکر کے لئے ہے۔ شب قدر کے مستحبات میں سے ایک عمل، نماز بھی درحقیقت دعا و ذکر کا مظہر ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۱/ ۱۰/ ۲۰۰۵

☆☆☆

دعا کسے کہتے ہیں؟

روایت میں وارد ہوا ہے کہ دعا "مخ العبادۃ" عبادت کا مغز یا ہمارے درمیان رائج تعبیر کے مطابق عبادت کی روح دعا ہے۔ دعا کسے کہتے ہیں؟ دعا یعنی خداوند عالم سے ہمکلام ہونا، خدا کو اپنے سے نزدیک محسوس کرنا اور اس سے اپنے دل کی بات کرنا۔ دعا یا درخواست ہے، یا حمد و تعریف ہے یا اظہار محبت و عقیدت ہے۔ یہ سب دعا کے ہی زمرے میں آتا ہے۔ دعا بندۂ مومن کی اصلاح اور نجات اور فلاح و کامیابی کے طالب شخص کا سرمایہ ہے۔ روح کی پاکیزگی میں دعا کا اہم کردار ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۱/ ۱۰/ ۲۰۰۵

☆☆☆

دعا کے کیا نتائج ہیں؟

دعا کے نتیجہ میں ہم خدا سے گفتگو کرتے ہیں، اسے اپنے آپ سے نزدیک محسوس کرتے ہیں، اپنا مخاطب سمجھتے ہیں اور اس سے محو سخن ہوتے ہیں۔ یہ دعا کے فوائد میں سے ہے۔ دعا دل میں خدا کی یاد زندہ رکھتی ہے اور خدا سے غفلت کو جو انسان کی ساری برائیوں اور مشکلات کی جڑ ہے، دور کرتی ہے۔ یاد خدا کا دل سے جانا وہ عظیم خسارہ ہے جس میں دعا سے محروم افراد مبتلا ہوتے ہیں۔

دعا کا دوسرا نتیجہ دل میں ایمان کا استحکام ہے۔ دعا کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دل میں ایمان کو پائدار بنا دیتی ہے۔ دنیا کی مشکلات، سختیوں، خوشیوں، نعمتوں اور انسان کے مختلف حالات کے نتیجہ میں قابل زوال ایمان کے ختم ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ آپ ایسے افراد کو جانتے ہیں جن کے پاس ایمان تھا لیکن دنیاوی مال و دولت، قدرت و طاقت اور جسمانی لذت و شہوت کے مقابلہ میں ان کا ایمان ختم ہو گیا۔ یہ متزلزل اور غیر مستقل ایمان ہے۔

تیسرا نتیجہ انسان میں روح اخلاص پھونک دینا ہے۔ خدا سے گفتگو کرنے اور خود کو اس سے نزدیک محسوس کرنے سے انسان میں روح اخلاص پیدا ہوتی ہے۔ اخلاص یعنی خدا کے لئے عمل انجام دینا۔ سارے کاموں کو خدا کے لئے انجام دیا جا سکتا ہے۔ خدا کے نیک بندے اپنے روزمرہ کے معمولی کاموں کو بھی قربت خدا کی نیت سے انجام دیتے ہیں اور وہ اس پر قدرت بھی رکھتے ہیں۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سب سے زیادہ قربت خدا اور عبادت خدا کی جانب لے والے اعمال مثلاً نماز کو بھی خدا کے لئے انجام نہیں دے سکتے ہیں۔ خلوص کا نہ ہونا انسان کی بہت بڑی مشکل ہے۔ دعا انسان میں روح اخلاص پھونک دیتی ہے۔

دعا کا چوتھا نتیجہ خودسازی اور انسان میں اخلاقی فضیلتوں کا رشد و نمو ہے۔ انسان خدا کی جانب متوجہ ہو کے اور اس سے گفتگو کر کے اپنے اندر اخلاقی صفات مستحکم کرتا ہے۔ یہ خدا سے انسیت کی فطری خصوصیت ہے۔ لہٰذا دعا انسان کو کمالات کی بلندی تک پہنچانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کے مدمقابل،

دعا انسان کے اندر سے اخلاقی برائیاں ختم کر دیتی ہے۔ انسان سے حرص، کبر، خود پرستی، بندگان خدا سے دشمنی، ضعف نفس، بزدلی اور بے صبری دور کر دیتی ہے۔

دعا کا پانچواں نتیجہ خدا سے محبت پیدا کرنا ہے۔ دعا دل میں خدا کا عشق زندہ کر دیتی ہے۔ ساری زیبائی اور خوبی کا مظہر پروردگار کی ذات مقدس ہے۔

دعا کا چھٹا نتیجہ انسان کے دل میں امید کی کرن پیدا کرنا ہے۔ دعا انسان کو زندگی کی مشکلات کے سامنے استقامت کی طاقت دیتی ہے۔ ہر آدمی کو زندگی میں مشکلات کا سامنا کرتا ہے۔ دعا انسان کو قوت و طاقت دے کر ان مشکلات کے مقابلہ میں مستحکم بنا دیتی ہے۔ اسی وجہ سے روایت میں دعا کو "اسلحہ" کہا گیا ہے۔ پیغمبر اسلام سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ :"الا ادلکم علی سلاح ینجیکم من اعدائکم" تمہیں ایسا اسلحہ بتاؤں جو تمہیں نجات دے سکتا ہے۔"تدعون ربکم باللیل والنہار فان سلاح المومن الدعاء" مشکلات کے مقابلہ میں خدا کی جانب توجہ، مومن فرد کے ہاتھ میں بہترین اسلحہ کی مانند ہے۔ اسی وجہ سے جنگ میں پیغمبر عظیم الشان اسلام سارے لازمی کام انجام دیتے تھے، لشکر آراستہ کرتے تھے، سپاہیوں کو منظّم کرتے تھے، انہیں ضروری وسائل دیتے تھے، انہیں لازمی نصیحتیں کرتے تھے، قیادت و نظارت فرماتے تھے لیکن اس کے ساتھ عین جنگ میں خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے، دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیتے تھے، گریہ و زاری کرتے تھے، خداوند عالم سے گفتگو کرتے تھے اور اسی سے درخواست کرتے تھے۔ خدا سے رابطہ انسان کا دل مضبوط کر دیتا ہے۔

دعا کا دوسرا نتیجہ حاجتوں کا پورا ہونا ہے۔ دعا کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنی حاجتیں خدا کے سامنے پیش کرتا ہے اور خدا اس کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ البتہ یہ دعا کی خصوصیت صرف یہی نہیں ہے بلکہ دوسرے نتائج کے ساتھ یہ بھی ایک نتیجہ ہے۔"اسالوا اللہ من فضلہ" خداوند عالم سے طلب کرو اور اسی سے اپنی ضرورتیں کہو۔

دعائے ابو حمزۂ ثمالی میں امام سجاد علیہ السلام یوں فرماتے ہیں :"و لیس من صفاتک یا سیدی ان تامر بالسوال و تمنع العطیۃ و انت المنان بالعطیات علی اھل مملکتک" خدایا! تو اپنے بندوں کو حکم دے کہ وہ تجھ سے مانگیں اور تیرا ارادہ یہ ہو کہ ان کی آرزو پوری نہ کرے؛ یہ

ممکن نہیں ہے۔ جب خداوند عالم ہمیں حکم دے رہا ہے کہ ہم اس سے مانگیں اور تقاضا کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم کا ارادہ یہ ہے کہ ہم جو کچھ چاہتے ہیں خدا ہمیں دے گا۔ اسی وجہ سے روایت میں ہے کہ :"ما کان اللہ لیفتح لعبد الدعاء فیغلق عنہ باب الاجابۃ واللہ اکرم من ذلک" خداوند عالم اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ باب دعا تو کھول دے لیکن باب اجابت بند کر دے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۱/ ۱۰/ ۲۰۰۵

☆☆☆

قبولیت دعا کی شرطیں

ہم کس طرح دعا کریں جو مستجاب ہو جائے۔ قبولیت دعا کی اہم شرط یہ ہے کہ دعا واقعی طور پر اور اپنی تمام شرطوں کے ساتھ ہو۔ دعا کی پہلی شرط یہ ہے کہ خوشحال اور خالص دل کے ساتھ درخواست کی جائے جیسا کہ جوانوں کا دل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے جوانوں کی دعا قبول ہونے کی امید دوسروں سے زیادہ ہے۔ ان کی دعا ہر دوسری دعا سے زیادہ قبولیت سے نزدیک ہو سکتی ہے۔

مستجاب دعا کی ایک دوسری شرط یہ ہے کہ انسان معرفت کے ساتھ دعا کرے یعنی وہ یہ جانتا ہو کہ یہ دعا و درخواست اس سے کر رہا ہے جو انسان کی تمام خواہشات پوری کرنے کی قدرت رکھتا ہے یعنی اثر دعا کا یقین رکھتا ہو۔ امام صادق علیہ السلام سے کہا گیا کہ :"ندعوا فلا یستجاب لنا" ہم دعا کرتے ہیں لیکن آثار قبولیت نظر نہیں آتے ہیں۔ امام نے فرمایا:"لانکم تدعون من لا تعرفونہ" تم لوگ بغیر معرفت کے دعا کرتے ہو۔ ایک روایت میں دعا میں ضرورت معرفت کے بارے میں نقل ہوا ہے:"یعلمون انی اقدر علی ان اعطیھم ما یسالونی" پروردگار کی قدرت قبولیت پر یقین رکھتے ہوں۔

دعا میں آپ کی ہمت بلند ہونا چاہیے، بڑی درخواستیں کیجیے، دنیا و آخرت کی سعادت طلب کیجیے، یہ نہ کہئے کہ یہ زیادہ ہے۔ نہیں! خداوند عالم کے لئے یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اہم یہ ہے کہ آپ واقعی طور پر اور

ان شرطوں کے ساتھ دعا کیجیے، خداوند عالم اس دعا کو شرف قبولیت بخشے گا۔ کبھی کبھی انسان کو یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ جو کام انجام پایا ہے وہ اس کی دعا قبول ہونے کا نتیجہ ہے۔ خود وہ غافل ہے۔

دعا کی ایک شرط گناہ سے پرہیز اور توبہ کرنا ہے۔ دعا اور قبولیت دعا کے متعلق روایت میں ہے :"ولیخرج من مظالم الناس" انسان لوگوں پر ظلم کے دائرہ سے خارج ہو جائے تا کہ اس کی دعا قبول ہو جائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا :"یا موسی ادعنی بالقلب النقی و اللسان الصادق" پاکیزہ دل اور سچی زبان کے ساتھ خدا سے گفتگو کرو اور دعا کرو گے تو دعا یقینا مستجاب ہو گی۔

قبولیت دعا کی مزید ایک شرط حضور قلب اور خضوع و خشوع ہے۔ دعا کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا سے بات کریں، خدا کو اپنے سامنے محسوس کریں اور اسے حاضر و ناظر سمجھیں۔ اگر انسان اپنے دل میں طلب کا احساس کئے بغیر یوں ہی عادت کے طور پر کچھ الفاظ زبان پر جاری کرے اور کوئی درخواست کرے کہ مثلاً خدایا ہمیں بخش دے، خدایا میرے والدین کو بخش دے، تو یہ دعا نہیں ہے صرف لقلقۂ زبان ہے۔ "لا یقبل اللہ عز و جل دعا قلب لاہ" اگر غافل اور بے توجہ دل دعا کرے تو خدا اس کی دعا قبول نہیں کرے گا۔ ناپاک اور شہوتوں میں ڈوبے ہوئے دل جو بالکل غافل ہیں، کس طرح دعا کریں گے ؟! اگر انسان اس طرح دعا کرے تو اس کے قبول ہونے کی کیا توقع ہے ؟

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۱/ ۱۰/ ۲۰۰۵

☆☆☆

موت انسان کو اطلاع دے کر نہیں آتی ہے

بعض افراد دعا، عبادت اور توبہ کو ضعیفی کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اگر ان سے کہا جائے کہ توبہ کرو تو کہتے ہیں ابھی تو بہت وقت ہے۔ پہلی بات تو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ ہمارے پاس وقت ہو، کیونکہ موت انسان کو مطلع نہیں کرتی ہے اور یہ ہر عمر کے انسان کے لئے ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ واقعاً ہمارے پاس وقت ہے یعنی ہم سن پیری تک پہنچ جائیں گے اور اس بنا پر کوئی یہ

سوچے کہ جوانی کو غفلت اور شہوتوں میں غرق ہو کر گذار لیا جائے اس کے بعد آسانی اور اطمینان کے ساتھ توبہ کی جائے گی، تو وہ بہت بڑی غلطی کا مرتکب ہوا ہے۔ دعا و توجہ کی کیفیت ایسی چیز نہیں ہے کہ انسان جس وقت بھی چاہے اسے حاصل ہو جائے۔ کبھی ہم اسے چاہتے ہیں لیکن وہ کیفیت حاصل نہیں ہوتی، کبھی ہم توجہ اور روحانی کیفیت کی تلاش میں ہوتے ہیں لیکن وہ ہمیں نہیں ملتی ہے۔ "ذلک بما قدمت یداک" جس انسان نے اپنے وجود میں خدا کی جانب توجہ اور رجوع کا میدان فراہم نہ کیا ہو تو ایسا نہیں ہے کہ وہ جس وقت بھی چاہے خانہ خدا پر چلا جائے۔ آپ ملاحظہ کرتے ہیں کہ بعض پاکیزہ دل ـ معمولاً جوان افراد۔ بہت آسانی کے ساتھ خدا سے رابطہ برقرار کر سکتے ہیں لیکن بعض لوگ جتنی بھی کوشش کرتے ہیں، ناکام رہتے ہیں۔ جن لوگوں کے پاس اپنا دل نرم رکھنے کا موقع اور صلاحیت ہے انہیں اس کی قدر کرنا چاہیے اور خدا سے اپنے رابطہ کی حفاظت کرنا چاہیے تا کہ وہ جس وقت بھی خانہ خدا پر جانا چاہیں چلے جائیں۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۱/ ۱۰/ ۲۰۰۵

☆☆☆

دعا صرف مشکلات کے وقت کے لئے نہیں ہے

ہمیشہ دعا کرنا چاہیے۔ بعض افراد سوچتے ہیں کہ جب کوئی مصیبت اور مشکل سر پر آ جائے اسی وقت دعا کرنا چاہیے۔ نہیں! انسان جب عام حالات میں زندگی گذار رہا ہے اس وقت بھی اسے دعا کرنا چاہیے اور خدا سے اپنا رابطہ کی حفاظت کرنا چاہیے۔ ایک روایت کی تعبیر کے مطابق، عرش کے فرشتوں کو اپنی آواز سے آشنا کر دے۔ دعا ہمیشہ ضروری ہے۔ خدا سے اپنی حاجتیں، اپنے مومن بھائیوں کی حاجتیں، تمام مسلمانان عالم کی حاجتیں، ملک کے عمومی مسائل، مشکلات دور ہونے اور ملک اور اسلامی جمہوریہ کے نظام کی درخشاں پیش رفت، طلب کیجیے۔ دعا کا سب سے بڑا فائدہ نقد ہے جو خود دعا کرنے والے کو پہنچتا ہے یعنی خداوند عالم سے رابطہ برقرار کرنا اور پروردگار عالم سے احساس محبت اور شوق قربت پیدا ہونا۔ یہ دعا کا نقد اور فوری فائدہ ہے جو خود آپ سے متعلق ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۲۱/ ۱۰/ ۲۰۰۵☆☆☆

دعابندگی خداکا مظہر

دعا خدا کے سامنے مظہر بندگی ہے اور انسان میں روح عبودیت مستحکم کرنے کے لئے ہے۔ اول سے آخر تک تمام انبیائے الہی کی ساری ہدایت و تربیت اور کوششوں کا مرکز یہی نکتہ رہا ہے کہ وہ انسان میں روح عبودیت اور احساس بندگی زندہ کر دیں۔ ذاتی طور پر یا اجتماعی و عمومی سطح پر انسان جتنے بھی نیک کام انجام دے سکتا ہے ان سب کا سر چشمہ خدا کے سامنے احساس بندگی ہے۔ اس احساس عبودیت کے مد مقابل خود بینی، خود خواہی اور خود پرستی و انا پرستی ہے۔ انسان میں تمام اخلاقی خرابیوں اور ان کے عملی نتائج و اثرات کا سر چشمہ انا پرستی ہے۔

دعا ان سب کی ضد ہے۔ جب ہم دعا کرتے ہیں تو اپنے اندر خشوع کی کیفیت پیدا کرتے ہیں اور اپنے وجود میں خود بینی و خود خواہی کو کچلتے ہیں۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۳/ ۱۰/ ۲۰۰۶

☆☆☆

خدا سے ہمیشہ ہمکلام ہوا جاسکتا ہے

دعا ایک نعمت ہے اور دعا کرنے کا موقع و فرصت بھی ہے ایک نعمت ہے۔ امام مجتبی علیہ السلام کو امیر المومنین علیہ الصلاۃ والسلام کی وصیت میں یہ بات بیان ہوئی ہے: "اعلم ان الذی بیدہ خزائن ملکوت الدنیا والآخرۃ قد اذن لدعائک و تکفل لاجابتک" خداوندعالم نے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان و زمین کا اختیار ہے، تمہیں خود سے دعا، گفتگو اور درخواست کرنے کی اجازت دی ہے۔ "و امرک ان تسالہ لیعطیک" اس سے مطالبہ کرو تا کہ وہ بھی تمہیں عطا کرے۔ خدا سے دعا کرنے اور اپنا مدعا پانے کا رابطہ انسانی روح کی ترقی و بلندی اور روح عبودیت کے استحکام کا سبب ہے۔ "و ھو رحیم کریم لم یجعل بینک و بینہ من یحجبک عنہ" خدا نے اپنے اور تمہارے درمیان کوئی واسطہ، فاصلہ اور حجاب نہیں رکھا ہے۔ تم جب بھی خدا سے گفتگو اور عرض حاجت

کرنا شروع کردو خدا تمہاری درخواست سنے گا۔ خدا سے ہمیشہ ہمکلام ہوا جاسکتا ہے، گفتگو کی جاسکتی ہے، مانوس ہوا جاسکتا ہے اور درخواست کی جاسکتی ہے۔ بشر کے لئے یہ بہت بڑی نعمت اور موقع ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۳/ ۱۰/ ۲۰۰۶

☆☆☆

ہمارے گناہ قبولیت دعا میں رکاوٹ بنتے ہیں

دعا کی اہم ترین اور سب سے بڑی خصوصیت واثر خدا سے رابطہ، اس کے سامنے احساس بندگی اور اس سے درخواست کرنا ہے؛اس کیفیت کے ساتھ دعا کی جائے تو خدا بھی دعا قبول کرے گا۔ البتہ خداوند عالم کی جانب سے قبولیت دعا کے لئے کوئی قید و شرط نہیں ہے، یہ ہم ہیں جو اپنے اعمال کے ذریعہ اپنی دعا قبول ہونے میں مانع بن جاتے ہیں۔ ہم سبب بنتے ہیں کہ ہماری دعا پر کوئی توجہ نہ دی جائے۔ یہی بھی ایک اہم نکتہ اور تعلیم ہے جسے دعا سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

میں جوانوں سے تاکید کرتا ہوں کہ دعائے عرفہ اور دعائے ابوحمزہ کے ترجمہ پر غور کریں۔ یہ الہی تعلیمات سے سرشار ہیں۔ دعائے کمیل میں ہم پڑھتے ہیں :"اللھم اغفر لی الذنوب التی تحبس الدعاء، اللھم اغفر لی الذنوب التی تنزل البلاء" یا"تنزل النقم" یہ سب الہی تعلیمات ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے گناہ دعا قبول نہ ہونے کا سبب بن جاتے ہیں۔ ہم سے ایسے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں جو ہم پر بلا و مصیبت لے آتے ہیں۔ کبھی کبھی عمومی اور قومی مشکلات گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ البتہ یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ یہ مشکل فلاں گناہ کی وجہ سے ہے لیکن جب ارباب فکر و نظر غور کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہوجاتا ہے کہ اس قوم پر یہ مشکل اور بلا کس عمل کی وجہ سے آئی ہے۔ بعض اعمال کا نتیجہ جلدی ظاہر ہوتا ہے اور بعض کا دیر سے۔ دعا ہمیں ان چیزوں کی تعلیم دیتی ہے۔ یا جب ہم دعائے ابوحمزہ میں عرض کرتے ہیں :"معرفتی یا مولای دلیلی علیک و حبی لک شفیعی الیک" تیری معرفت مجھے تیری جانب رہنمائی کرتی ہے اور میری تجھ سے محبت تیرے نزدیک میری شفاعت کرتی ہے۔"وانا واثق من دلیل بدلالتک و ساکن من شفیعی الا

شفاعتک"جب میں تیری جانب رہنمائی کرنے والی اپنی معرفت کو دیکھتا ہوں اور تجھ سے اپنی محبت پر غور کرتا ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس محبت و ہدایت کا وجود میں لانے والا اور میری مدد کرنے والا تو ہی ہے۔ اس سے انسان کی آنکھ کی کھل جاتی ہے اور معرفت پیدا ہوتی ہے۔ خدا کی مدد، توفیق اور عنایت، تعلیمات الٰہی میں سے ہے۔ یہ دعاؤں میں ہی مل سکتی ہے۔ لہٰذا آپ دعا کی قدر جانیے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۳/ ۱۰/ ۲۰۰۶

☆☆☆

حاجتیں مختلف ہیں

دعا، خدا کو آواز دینا ہے۔ یہ کسی بھی زبان میں ممکن ہے۔آپ خدا سے جو بات کرنا چاہتے ہیں کیجیے۔ یہ دعا ہے۔ جو کچھ چاہتے ہیں اس کے سامنے بیان کیجیے۔ کبھی دعا کے ذریعہ حاجت طلب نہیں کی جاتی ہے بلکہ صرف خدا سے انسیت پیدا کی جاتی ہے۔ حاجتیں بھی مختلف ہیں۔ کبھی کوئی خداوند عالم سے اس کی رضایت یا مغفرت طلب کرتا ہے؛ یہ ایک حاجت ہے۔ کبھی انسان خدا سے مادی ضروریات کی درخواست کرتا ہے؛اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ خدا سے طلب کرنا چاہے وہ جو کچھ ہو اور جس زبان میں ہو، اچھا ہے۔ اس کا نتیجہ خدا سے رابطہ اور احساس بندگی ہے۔ البتہ ائمہ علیہم السلام سے منقول دعائیں خوبصورت الفاظ میں بہترین مواد اور خدائی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ ان کی قدر کرنی چاہیے اور ان سے توسل اختیار کرنا چاہیے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۳/ ۱۰/ ۲۰۰۶

☆☆☆

اللھم العن قتلۃ امیر المومنین (علیہ الصلاۃ والسلام)

گذشتہ شب ــشب ۱۹- کی دعاؤں اور اذکار میں یہ جملہ تھا: "اللھم العن قتلۃ امیر المومنین" خدایا!

امیر المومنین کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ انہیں اپنی رحمت سے دور کردے۔ مسجد کوفہ میں صرف ایک آدمی نے آپ کے سر مبارک پر شمشیر لگائی تھی۔ لیکن آپ کہتے ہیں "قاتلوں"! ہمیں یہ سبق بھی دعا سے ملتا ہے۔ کسی واقعہ کو انسان سے منسوب کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ظاہری طور پر کسی اس واقعہ میں موجود ہو۔ جس دن سے جنگ صفین میں حکمیت کا شور برپا ہوا۔ ایک ظاہر پرست گروہ نیزوں پر قرآن دیکھ کر فریب کھا گیا اور انہوں نے اپنے فریب کو اتنا مستحکم بنا دیا کہ صرف خود کو حق پر سمجھتے تھے انہوں نے اتنی جرات کی کہ علی علیہ السلام جیسے عظیم المرتبت انسان پر دباؤ ڈالا، ان سے ظالمانہ اور نامعقول باتیں کہیں اور انہیں حکمیت قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ جو لوگ اس معاملہ میں فعال تھے وہ بھی قاتلین امیر المومنین میں ہیں اور وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں جنہوں نے ان کی قدر نہیں کی، ان کی مدد نہیں کی اور شہوت پرستی اور شخصی مفادات میں گرفتار ہو کر تاریخ کے اس عظیم انسان کی شہادت میں تعاون کیا۔ ان سب پر خدا کی لعنت ہو!۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۳/ ۱۰/ ۲۰۰۶

☆☆☆

شب قدر

دعا اور امیر المومنین علیہ الصلاۃ والسلام سے واقفیت کی رات

شب قدر کی ایک مناسبت، پروردگار سے دعا و مناجات اور اس سے لو لگانا ہے۔ ماہ رمضان اور بالخصوص شبہائے قدر دلوں کی توجہ، ذکر اور خضوع و خشوع کی بہار ہیں۔ ثانیاً اپنے دلوں کو مومنوں کے امیر اور متقیوں کے سید و سردار کے مقام و منزلت سے تھوڑا بہت آشنا کرنے اور ان سے سبق حاصل کرنے کا ایک بہانہ اور موقع ہیں۔ ماہ رمضان کی فضیلتوں اور بندوں کے فرائض کے متعلق جو کچھ کہا جا سکتا ہے امیر المومنین علیہ الصلاۃ والسلام ان سب کا کامل ترین اور نمایاں ترین نمونہ ہیں۔ جو کچھ بھی ہم نے کہا اور سنا ہے وہ اس شخصیت کی عظمت و بلندی کے مقابلہ میں بہت حقیر اور بے وقعت ہے۔ ہم خدا

سے تقرب کی خاطر ان کی کوششوں، زندگی میں ان کی زحمتوں اور رنج و غم اور ان کے انجام دئے ہوئے کاموں کو بیان نہیں کرسکتے ہیں۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران، ۱۸رمضان ۲۰ /۹/ ۲۰۰۸

☆☆☆

دعاؤں کے معنی پر توجہ کیجیے

میں درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے عزیز جوان دعاؤں کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دعا کے الفاظ فصیح اور خوبصورت ہیں لیکن معانی بہت عظیم ہیں۔ ان راتوں میں خدا سے گفتگو اور اسی سے دعا کرنا چاہیے۔ اگر انسان دعا کے معنی جانتا ہو تو شبہائے ماہ رمضان، شبہائے قدر اور دعائے ابوحمزۂ ثمالی وغیرہ میں بہترین الفاظ اور بہترین درخواستیں موجود ہیں۔ اگر آپ ان دعاؤں کے معنی نہیں جانتے ہیں تو اپنی زبان میں دعا کیجیے، اپنی زبان میں خدا سے ہمکلام ہوئیے۔ ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے، خدا ہم سے نزدیک ہے اور ہماری آواز سنتا ہے۔ ہمیں خدا سے اپنی درخواست کرنا چاہیے۔ خداوند عالم سے انسیت، ذکر خدا، استغفار اور دعا انسان کے دل پر معجزہ آسا اثرات رکھتے ہیں اور مردہ دلوں کو زندہ کردیتے ہیں۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران، ۱۸رمضان ۲۰ /۹/ ۲۰۰۸

☆☆☆

شب قدر مومن کا نیا سال ہے

شب قدر سے مومن اور روزہ دار شخص نیا سال شروع کرتا ہے۔ شب قدر میں کاتبین الہی کے ذریعہ اس کا ایک سال کا مقدر لکھا جاتا ہے۔ انسان ایک نئے سال، نئے مرحلہ اور درحقیقت ایک نئی زندگی میں قدم رکھتا ہے اور اس کی نئی پیدائش ہوتی ہے۔ ایک راستہ طے کرنا شروع کرتا ہے، سرمایہ تقویٰ کے

ذریعہ یہ راستہ طے کرتا ہے، اس راستہ کے درمیان گذشتہ باتوں کی یاددہانی کے لئے مختلف منازل قرار دی گئی ہیں اور "عید الفطر" انہی درمیانی منازل میں سے ہے۔ اس دین کو غنیمت شمار کرنا چاہیے۔

خطبہ نماز عید ۲۰/ ۹/ ۲۰۰۹

☆☆☆

متعدد مقاصد کی خاطر فلسطین پر غاصبانہ قبضہ

اس سرزمین پر غاصبانہ قبضہ چند پہلو کے حامل اور پیچیدہ منصوبہ کی بنیاد پر مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی میں رکاوٹ ڈالنے اور مقتدر مسلمان حکومتوں کی دوبارہ تاسیس سے روکنے کے لئے تھا۔ ایسے دلائل موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ صہیونیوں کے فرانسوی نازیوں سے بہت نزدیکی تعلقات تھے۔ یہودیوں کے قتل عام کے مبالغہ آمیز اعداد و شمار لوگوں کے دل میں رحم پیدا کرنے، فلسطین پر قبضہ کے لئے میدان فراہم کرنے اور صہیونیوں کے جرائم کی توجیہ کے لئے تھے۔ حتی اس بات کے بھی شواہد موجود ہیں کہ مشرقی یورپ کے غیر یہودی غنڈوں اور بدمعاشوں کو یہودی بنا کر فلسطین میں بھیجا گیا ہے تاکہ نسل پرستی میں قربان ہونے والوں کے پسماندگان کی حمایت سے عالم اسلام کے قلب میں اسلام مخالف حکومت تشکیل دیں اور ۱۳ صدیوں کے بعد اسلامی مشرق و مغرب میں جدائی ڈال دیں۔ ابتدا میں مسلمان فریب کھاگئے کیونکہ وہ صہیونیوں اور ان کے مغربی حامیوں کے منصوبہ کی حقیقت نہیں جانتے تھے۔ حکومت عثمانی شکست کھاگئی، مشرق وسطی کے اسلامی ممالک کی تقسیم کے لئے فاتحین جنگ کے درمیان "سایس — پیکو" کا مخفی معاہدہ ہو گیا۔ اقوام متحدہ نے فلسطین کی سرپرستی انگلینڈ کے حوالہ کر دی، انہوں نے صہیونیوں کو مدد کرنے کا وعدہ دیا، منصوبہ بندی کے ساتھ یہودیوں کو فلسطین میں لے آئے اور مسلمانوں کو ان کے وطن اور گھر سے باہر نکال دیا۔

فلسطینی مقاومت کی حمایت میں بین الاقوامی کانفرنس کی افتتاحی تقریب ۲۴/ ۴/ ۲۰۰۱

☆☆☆

فلسطینی عوام کی حمایت میں سب کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے

یوم قدس میں امت مسلمہ کو یہ ثابت کر دینا چاہیے کہ وہ صہیونی حکومت اور اس کے حامیوں سے ناراض ہیں اور اس معاملہ میں لاتعلق رہنے والے ہر فرد اور سیاست سے ناراض ہیں اور وہ ان کے مقابلہ میں سخت رویہ اپنائیں گے۔ البتہ عالم اسلام کے علماء اور روشن خیال طبقہ کی خاص ذمہ داریاں ہیں۔ علمائے اسلام، اسلامی ممالک کے دانشور اور روشن خیال افراد، شاعر، مقرر، مصنف، اہل فن و ادب اور طلاب کو فلسطینی عوام کی حمایت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے اور ان کا کردار مؤثر ہے جو اس مظلوم قوم کی مدد کر سکتا ہے۔ صرف زبان سے کہنا اور باتیں کرنا کافی نہیں ہے۔ عوام کا مضبوط موقف اپنانا بہت سی امداد سے بالاتر اور نتائج کے اعتبار سے بہتر ہے۔ یہ ذمہ داری ہے اور ہمیں امید ہے کہ خدا ہمیں یہ فریضہ ادا کرنے کی توفیق دے۔

خطبہ نماز جمعہ ۲۱ رمضان ۷/ ۱۲/ ۲۰۰۱

☆☆☆

عالم اسلام کو احساس ذمہ داری کرنا چاہیے

فلسطین کے تعلق سے جو مسئلہ عالم اسلام کے لئے سب سے زیادہ قابل توجہ ہونا چاہیے وہ ۱۱ ستمبر کو نیویارک اور واشنگٹن میں امریکی مراکز پر حملہ کے بعد لوگوں کا اس کی جانب متوجہ ہونا اور اس کے بعد پھر افغانستان کا مسئلہ وجود میں آنا ہے کیونکہ اس دوران فلسطین سے جو غفلت اور بے توجہی ہوئی صہیونی حکومت نے اس کا انتہائی فائدہ اٹھایا۔ صہیونی حکومت شدید سختیوں اور مسلسل ظلم و جور کے بعد اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ فلسطینی شہروں میں جنگی وسائل اور ٹینک کے ساتھ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو رہی ہے اور بے انتہا جرائم انجام دے رہی ہے۔ صہیونیوں نے ان واقعات سے حتی الامکان فائدہ اٹھایا۔ عالم اسلام کو چاہیے کہ اس مسئلہ کی جانب متوجہ ہوں اور احساس ذمہ داری کریں۔

خطبہ نماز جمعہ ۲۱ رمضان ۷/ ۱۲/ ۲۰۰۱

☆☆☆

فسلطین اور تین نمایاں نکتے

فلسطین کے سلسلہ میں تین نکتے نمایاں ہیں اور یہ تاریخ میں محفوظ رہیں گے :

پہلا نکتہ آج فلسطینی عوام پر صہیونیوں کا کم نظیر ظلم و جور ہے۔ یہ تاریخ میں باقی رہے گا۔ ایک جوان جو اتنی مشکلات برداشت کرنے کے بعد اپنے وطن کے غاصب کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنی جان قربان کردیتاہے اور شہید ہو جاتاہے۔ وہ آتے ہیں اور اس جوان کے گھر اور اس کے ماں باپ کے گھر کو تباہ کردیتے ہیں اور اس کے گھر والوں کو قید و بند کی صعوبتیں دیتے ہیں۔ ٹینک کے ساتھ عوامی کیمپوں اور شہروں میں داخل ہوتے ہیں، گھروں پر حملہ کرتے ہیں، گھروں اور کھیتوں کو تباہ و برباد کردیتے ہیں اور انسانوں کو مار ڈالتے ہیں۔ آج فلسطینی جوان، بچے، بوڑھے مرد و عورت اور غیر مسلح فلسطینی عوام کا قتل روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ یہ بہت عجیب چیز ہے۔ یہ واقعہ تاریخی ہے اور تاریخ کے دامن میں محفوظ رہے گا۔

دوسرا نکتہ جو تاریخ میں باقی رہے گا وہ فلسطینی عوام کا صبر واستقامت ہے۔ ایک قوم جس کا محاصرہ کر لیا گیاہے اور وہ دشمنوں کے درمیان تنہاہے لیکن اس طرح ثابت قدم ہے۔ وہ بھوک برداشت کرلیتے ہیں، بیٹوں اور جوانوں کی موت کا غم سہہ لیتے ہیں، گھروں اور کھیتوں کی بربادی تحمل کرلیتے ہیں اور بے روزگاری کے ساتھ نباہ کرلیتے ہیں۔ آج کئی لاکھ فلسطینی جو کسی پارٹی اور گروہ کے رکن نہیں ہیں، ایک قوم کی صورت میں، عورت، مرد، چھوٹے، بڑے اور بوڑھے سبھی اپنی مکمل طاقت و قوت کے ساتھ ثابت قدم ہیں۔ شاباش! شاباش! عجیب ثابت قدم ملت ہے! یہ بھی تاریخ میں محفوظ رہے گا۔ یہ نکتہ اسی معاملہ میں نمایاں ہواہے اور تاریخ میں لوگوں کی توجہ جذب کرتا رہے گا۔

تیسرا نکتہ عالمی اداروں اور حکومتوں کا سکوت ہے! یہ یورپی حضرات جو انسانی حقوق کے اتنے عاشق ہیں اور حقوق بشر کے متعلق اتنا پریشان رہتے ہیں، ان کی آنکھوں کے سامنے یہ واقعات انجام پارہے ہیں لیکن زیادہ تر مواقع پر وہ خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں بلکہ بہت سے مواقع پر ظالم کی مدد کرتے ہیں! یہ

واقعاً تعجب کی بات ہے ! امریکا کی بات تو جانے دیجئے۔ وہ تو خود شریک جرم ہے اور امریکی حکومتوں کے ہاتھ فلسطینیوں کے خون سے رنگین ہیں۔ اگر کوئی کورٹ فلسطینیوں کے بارے میں فیصلہ کرے تو اس کی نگاہ میں صرف ایریل شیرون اور صہیونی مجرم نہیں ہوں گے بلکہ امریکا، بش، بش کے ہمنوا افراد اور امریکی حکومتیں بھی مجرم ہوں گی۔ یہ بھی مجرمین کی صف اول میں ہیں۔ ان کی بات تو جانے دیجئے لیکن معاملہ عالمی اداروں ، اقوام متحدہ اور یورپی حکومتوں کا ہے جو حقوق بشر کا اتنا شور مچاتے ہیں لیکن واقعاً حقوق بشر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں اور اس کے لئے کسی احترام کے قائل نہیں ہیں۔ البتہ یہ معاملہ دوسری حکومتوں کا بھی ہے یعنی مسلمان حکومتیں؛ ان کی خاموشی تو واقعاً تعجب خیز ہے۔

خطبہ نماز جمعہ تہران ۵/ ۱۱/ ۲۰۰۴

☆☆☆

اقوام عالم فلسطین کے لئے کیا کر سکتی ہیں؟

اقوام عالم یوم قدس میں سڑکوں پر آکر نعرہ لگا سکتی ہیں اور اس طرح اس مجاہد اور ثابت قدم قوم کو یہ دکھا سکتی ہیں کہ ہم تمہارے حامی ہیں۔ اگرچہ ہماری حکومتیں ہمیں تمہاری مدد نہیں کرنے دیتی ہیں یا وہ خود نہیں کر سکتی ہیں، لیکن جان لو کہ ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں۔ اس سے انہیں ڈھارس پہنچے گی اور یہ بہت بڑی مدد ہے۔

خطبہ نماز جمعہ تہران ۵/ ۱۱/ ۲۰۰۴

☆☆☆

ایک نظر فلسطین پر، ایک نظر غاصبوں پر

فلسطین کا معاملہ اسی طرح عالم اسلام کے معاملات میں سر فہرست ہے۔ ہمیں ایک نظر ملت فلسطین پر کرنا چاہیے اور ایک نگاہ فلسطین کے ظالم و غاصب پر۔

فلسطینی قوم سختیاں برداشت کررہی ہے، صہیونی، عوام کے گھروں کو ویرانہ میں تبدیل کررہے ہیں، لوگوں کے کھیت اور باغ تہس نہس کررہے ہیں، ان کے جوانوں سے روزگار کے مواقع چھین رہے ہیں،ان کے کارآمد مردوں کو گرفتار کررہے ہیں،ان کی آبادیوں کا قتل عام کررہے ہیں یہاں تک کہ ان کے بچوں کو بھی اپنے ظلم کا نشانہ بنارہے ہیں۔آج ملت فلسطین کے ساتھ جو کچھ ان کی سرزمین میں ہورہاہے اقوام عالم کی تاریخ میں کم نظیر ہے۔

مظلوم، بیکس اور محاصرہ میں گرفتار فلسطینی عوام اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسلام اور اس کے پرچم کی برکت سے اپنا دفاع کررہی ہے اور ظالموں اور غاصبوں کے مقابلہ میں پائدار ہے۔ ہم تہران کی اس عظیم الشان نماز عید الفطر کے موقع پر پوری ملت ایران کی جانب سے ملت فلسطین، اس کے جوانوں، نوجوانوں، خواتین ان کی ماؤں اور شجاع اور مؤمن دلوں کو سلام کرتے ہیں اور ان پر درود بھیجتے ہیں۔ وہ اس خطہ میں عالم اسلام کے بارڈر پر دشمنوں اور غاصبوں کے مقابلہ میں اپنی جان، اپنے چہیتوں اور اپنے پورے وجود سے ثابت قدم ہیں۔

ہماری دوسری نگاہ صہیونی غاصبوں اور ان کے حامیوں یعنی امریکا کی ظالم حکومتوں کی جانب ہونا چاہیے۔ جو بھی فلسطین کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ غور و فکر کرے گا اس کے لئے یہ حقیقت مزید واضح ہوجائے گی کہ فلسطین میں امریکی حکومت اور صہیونی مکمل طور پر پھنس چکے ہیں، نہ ان کے پاس آگے بڑھنے کا راستہ ہے اور نہ ہی پیچھے لوٹنے کا۔شکست بہر حال ان کا مقدر بنے گی۔ فلسطین کی نئی نسل بیدار ہوگئی ہے اور اسے سمجھ میں آگیا ہے کہ غاصب دشمن سے نجات پانے کا راستہ صرف مقابلہ کرنا ہے، وہ سمجھ گئی ہے کہ عالمی نشستوں میں شریک ہو کر غاصبوں اور ان کے حامیوں کے حسب منشاء گفتگو کرنے سے فلسطین کو نجات نہیں ملے گی، اس نے بخوبی ادارک کرلیاہے کہ اسے حصول مقصد کی خاطر ثبات قدم کا مظاہرہ کرنا ہوگا، دل و جان سے آزادی مانگنا ہوگی، حوصلہ سے کام لینا ہوگا اور قربانی دینا ہوگی۔ ملت فلسطین نے اسے بخوبی سمجھ لیاہے لہٰذا وہ استقامت کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ جب اس احساس کا

سرچشمہ دین اور عقیدۂ توحید ہو اور الحمدللہ آج فلسطین میں ایسا ہی ہے، تو وہ ہرگز سرد نہیں پڑے گا۔ خداوندعالم سے دعا ہے کہ وہ فلسطینیوں کی کامیابی کو مزید نزدیک فرمائے۔

خطبہ نماز عید ۲۶/ ۱۱/ ۲۰۰۳

☆☆☆

فلسطینی عوام شجاعت کا نمونہ ہے

ماہ مبارک رمضان کے آخر میں یوم قدس ہے۔ اس دن لوگ فلسطین کی مظلوم اور ثابت قدم ملت سے اپنی حمایت کا اعلان کریں گے۔ آج فلسطینیوں نے خالی ہاتھ اور وسائل اور اسلحہ کے بغیر خطہ کی سب سے مضبوط حکومت یعنی صہیونی حکومت کو جس کا پشت پناہ امریکہ ہے، اس کے اپنے گھر میں عاجز کردیا ہے۔ وہ اس پائدار ملت کے ساتھ کچھ بھی نہیں کرسکے۔ اقوام کے ثبات قدم کا اثر یہی ہوتا ہے۔ سامراج اور امریکا اس نکتہ کو سمجھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ اگر اقوام عالم نے ثبات قدم کی راہ اپنالی تو کوئی بھی فوج اس قوم پر مسلط نہیں ہوسکتی جو مرعوب و متاثر نہیں ہے اور اپنی شخصیت، شناخت، عزت اور اپنے مستقبل سے دفاع کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ صہیونی حکومت مشکلات میں گرفتار ہے لیکن ملت فلسطین مستحکم ہے اور مزاحمت کررہی ہے۔ وہ خود بھی امیدوار ہے اور دوسری قوموں کے دل میں امید کی کرن بھی جگارہی ہے۔ انہوں نے خود کو شجاعت کا نمونہ بناکر پیش کیا ہے۔

۱۳آبان کی سالگرہ پر طلاب سے خطاب ۴/ ۱۱/ ۲۰۰۲

☆☆☆

خدا پر ایمان، انکار طاغوت کے ہمراہ ہے

آج دنیا میں سب سے بڑا طاغوت متحدہ امریکہ کی حکومت ہے کیونکہ وہ صہیونزم کو وجود میں لائی ہے اور اس کی تائید کرتی ہے۔ امریکہ سابق طاغوت اعظم یعنی انگلینڈ کا جانشین ہے۔ بعض مسلمان خدا پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن طاغوت کا انکار نہیں کرتے۔ انکار طاغوت ضروری ہے۔ انکار طاغوت کے بغیر خدا

کی مضبوط رسی سے تمسک ممکن نہیں ہے۔ ہم ممالک، حکومتوں اور قوام عالم کو امریکہ سے جنگ کرنے کی دعوت نہیں دیتے ہیں بلکہ ہم انہیں امریکہ کے سامنے تسلیم نہ ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کا تعاون نہ کرو۔

آج تقریباً ۶۰ سال ہوگئے ہیں جب سے مرکز اسلام اور مسلمانوں کا قبلۂ اول، فلسطین اپنے اصلی مالک یعنی مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ فلسطینی دوسرے ممالک میں دربدر ہوگئے ہیں یا اپنے گھر میں اس غاصب کے ظلم تلے دبے ہوئے ہیں جو انتہائی ہٹ دھرمی کے ساتھ وہاں بیٹھا ہوا ہے اور دشمنان اسلام اس کی تائید بھی کررہے ہیں۔ یہ عظیم رنج و مصیبت مسلمانوں کے اپنی صلاحیت و لیاقت سے غافل ہونے کی وجہ سے پیش آئی۔ اگر عالم اسلام کی موجودہ بیداری ۳۰ اور ۴۰ عیسوی کی دہائیوں میں ہوتی تو فلسطین کا معاملہ پیش ہی نہیں آتا اور انگلینڈ کی غاصب حکومت ایک اسلامی ملک کو اس کے عوام سے اچانک غصب کرکے کسی اجنبی کے حوالہ کرنے کی جرات نہ کرتی ۔ اب ہمیں گذشتہ نقصان کا دھیرے دھیرے جبران کرنا چاہیے۔ یہ کام منصوبہ بندی، عقل وتدبیر اور مستحکم ارادہ کے ساتھ ہوسکتا ہے لیکن عالم اسلام، مرعوب اور تسلیم ہونے کا ارادہ ظاہر کرکے، دشمن سے خوف اور عوام کی طاقت پر عدم اعتماد سے اپنے مقاصد تک نہیں پہنچے گا اور امت مسلمہ کی آرزو پوری نہیں ہوسکتی ہے۔

اسلامی اتحاد کی کانفرنس کے شرکاء سے خطاب ۲۱/ ۸/ ۲۰۰۶

☆☆☆

ہمارے خطہ میں بنیادی اور اہم مسئلہ فلسطین ہے

غاصب حکومت نے فلسطینیوں کے خلاف سخت کاروائیاں شروع کردی ہیں جو ان کی اندرونی کمزوری اور مسلسل شکست کی عکاس ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی اپنی جھوٹی شان و شوکت کی حفاظت نہیں کرسکے۔ان کے ذریعہ عرب اقوام کے دل میں پیدا ہونے والا رعب لبنانی اور فلسطینی مجاہدوں کی کوشش سے ختم ہوگیا، اسی لئے وہ فلسطینی عوام پر ظلم کررہے ہیں۔ آج غزہ میں موجود حماس کی حکومت قانونی ہے۔ دنیا کو عوام اور انتخابات کے ذریعہ برسرکار آنے والی حکومت کو قبول کرنا چاہیے۔ تمدن کے مدعی

جن کے پاس تمدن و انسانیت کے نام پر کچھ بھی نہیں ہے، یہ لوگ غزہ کی عوام کے ساتھ غاصب صہیونیوں کا سلوک اور سخت محاصرہ کے تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ البتہ غزہ اس کا ایک نمونہ ہے ورنہ مغربی ساحل کے حالات بھی اس سے کم خراب نہیں ہیں۔ اگرچہ وہاں محاصرہ نہیں ہے لیکن وہاں پر بھی صہیونیوں کی سخت کاروائیاں غزہ سے کم نہیں ہیں۔ مظلوم فلسطینیوں پر ہر جگہ ظلم ہو رہا ہے لیکن مدعیان تمدن "اُف" تک نہیں کرتے ہیں بلکہ صہیونیوں کی حمایت اور ان کا دفاع بھی کرتے ہیں۔ عالم اسلام کو اس تلخ واقعہ کے تعلق سے اپنی بات کہنا چاہیے، اپنا نظریہ ظاہر کرنا چاہیے اور اپنا موقف معین کرلینا چاہیے۔ یوم قدس اس کام کے لئے مناسب موقع ہے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران، ۱۸رمضان ۲۰/ ۹/ ۲۰۰۸

☆☆☆

یوم قدس امام خمینی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ایک نمایاں یادگار

یوم قدس، ہمارے عزیز امام کی ایک نمایاں یادگار ہے جو انقلاب اور ہماری ملت کی قدس اور فلسطین سے دلی وابستگی کا مظہر ہے۔ یوم قدس کی برکت سے ہم دنیا میں ہر سال یہ نام زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ بہت سی حکومتیں اور سیاستیں چاہتی تھیں اور انہوں نے کوشش کی اور پیسہ خرچ کیا کہ فلسطین کا معاملہ بھلا دیا جائے۔ اگر اسلامی جمہوریہ کی کوشش نہ ہوتی، اگر اس ناپاک سیاست کے مقابلہ میں اسلامی جمہوریہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ثابت قدم نہ رہتی تو وہ حکومتیں اور سیاست فلسطین کے معاملہ کو حاشیہ پر لے آتیں یا بالکل بھلا دیتیں۔ آج خود سامراجی نظام اور ناپاک صہیونیوں کا ماننا ہے اور انہیں اس بات کا رنج و غم ہے کہ اسلامی جمہوریہ نے پرچم فلسطین بلند کیا ہوا ہے اور وہ ان کی سازشوں اور پروپیگنڈوں کے باوجود اسے ختم ہونے نہیں دے رہا ہے۔ یوم قدس اس تذکرہ اور نام کو زندہ کرنے کا دن ہے۔ یوم قدس، قدس سے متعلق دن ہے اور ضمنی طور پر ملت ایران کی وحدت کا مظہر ہے۔ ملت ایران اس وقت پرچم قدس کو فخریہ بلند رکھ سکتی ہے جب متحد ہو۔ ان سالوں میں دشمن کی کوشش رہی ہے کہ یہ یکجہتی ختم کردیں لیکن الحمد للہ وہ ناکام رہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ناکام رہیں گے۔

خطبہ نماز جمعہ، تہران ۱۱/ ۹/ ۲۰۰۹☆☆☆

ملت فلسطین مسلمان کہلائے جانے کے لائق ہے

آج عالم اسلام میں فلسطین کے تعلق سے حساسیت اور جوش وجذبہ زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم اسلام بیدار ہوگیا ہے۔ اگر یہ بیداری ۱۹۴۸ میں اس وقت آئی ہوتی جب فلسطین پر صہیونیوں کا با قائدہ قبضہ نہیں ہوا تھا تو یقینا حالات کچھ اور ہی ہوتے اور عالم اسلام کا یہ تلخ حادثہ رونما نہ ہوتا اور امت مسلمہ کے جسم پر یہ گہرا زخم نہیں لگتا۔ آج مسلمان بیدار اور متوجہ ہیں اور توفیق خدا کے سہارے ہر روز مزید بیدار ہوتے جائیں گے۔ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس عالمی حمایت کی اہم ترین وجہ فلسطین کی بہادر عوام کی استقامت اور مزاحمت ہے۔ ہم ملت فلسطین پر درود بھیجتے ہیں۔ اس ملت نے واقعاً یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ مسلمان اور زندہ قوم کہلائے جانے کے لائق ہے۔

ان کے مد مقابل صہیونی دشمن جوش وجذبہ کے اعتبار سے بھی اور اپنے نظام اور ظاہری وجود کے اعتبار سے بھی ہر دن کمزور ہوتا جارہا ہے۔ آج صہیونی حکام یہ اعتراف کرتے ہیں کہ وہ کمزوری اور شکست کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ یقینی طور پر امت مسلمہ وہ دین دیکھی گی اور ہمیں امید ہے کہ فلسطین کی موجودہ نسل وہ دن دیکھی گی جب فلسطین، فلسطینی عوام اور اپنے حقیقی وارثوں کے ہاتھ میں آجائے گا اور وہ اپنی مرضی اور خواہش سے اس میں زندگی گزاریں گے۔

خطبۂ نماز عید ۱/ ۱۰/ ۲۰۰۸

☆☆☆

فلسطین کا مسئلہ، انسانی اصولوں کی پابندی اور مخالفت کا معیار

غزہ کا مسئلہ زمین کے ایک ٹکڑے کا مسئلہ نہیں ہے، فلسطین کا مسئلہ صرف جغرافیائی نہیں ہے، یہ بشریت کا مسئلہ ہے، یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ آج فلسطین کا مسئلہ، انسانی اصولوں کی پابندی اور مخالفت کا معیار ہے۔ اسلیئے اس کی اتنی زیادہ اہمیت ہے۔ یقینا امریکہ بھی اس مسئلہ میں نقصان اٹھائے گا۔ ان تاریخی معاملات میں ۱۰ سال، ۲۰ سال اور ۳۰ سال ایک لمحہ کی مانند ہیں، یہ بہت تیزی کے ساتھ گذر جائیں گے۔ یقیناً امریکہ کی تاریخ پر گذشتہ ساٹھ سال میں مسئلہ فلسطین کے تعلق سے اپنایا گیا یہ شرمناک

رد عمل غالب رہے گا۔ فلسطین کا مسئلہ مستقبل میں امریکہ کی بدنامی کا سبب بنے گا۔آپ کو فلسطین کی آزادی میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ فلسطین یقیناً آزاد ہوگا، لوگوں کی آغوش میں واپس آئے گا اور اس میں فلسطینی حکومت تشکیل دی جائے گی۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے لیکن امریکہ اور اہل مغرب کی بدنامی دور نہیں ہوگی۔ یہ اسی طرح بدنام رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خداوندعالم کے قرار دئے ہوئے حقائق کی بنیاد پر جدید مشرق وسطی کی تشکیل ہوگی۔ (لیکن) یہ اسلامی مشرق وسطی ہوگا جس طرح فلسطین کا مسئلہ بھی ایک اسلامی مسئلہ ہے۔ فلسطین کے مقابلہ میں تمام اقوام عالم ذمہ دار ہیں۔ اس کے مقابلہ میں تمام حکومتیں چاہے وہ مسلمان حکومتیں ہوں یا غیر مسلمان، ذمہ دار ہیں۔ انسانیت کی حمایت کا دعوی کرنے والی ہر حکومت ذمہ دار ہے۔ البتہ مسلمانوں کی ذمہ داری زیادہ سنگین ہے۔

غزہ کانفرنس کی افتتاحی تقریب کے شرکاء سے خطاب ۲۷/ ۲/ ۲۰۱۰

☆☆☆

اسلامی جمہوریہ ایران میں فسلطین کا مسئلہ اسلامی ہے

اسلامی جمہوریہ میں غزہ اور فلسطین کا مسئلہ ، ہمارا مسئلہ ہے۔ یہ ہماری سیاسی حکمت عملی نہیں بلکہ یہ عقیدتی مسئلہ ہے، دل کا مسئلہ ہے، ایمان کا مسئلہ ہے، اسلامی مسئلہ ہے، مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور ہمارا فریضہ ہے۔ اسی وجہ سے اس سلسلہ میں ہم میں اور ہمارے عوام میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جس طرح ہم مسئلہ فلسطین کے لئے اہمیت کے قائل ہیں اسی طرح ہمارے عوام بھی وہی جذبہ رکھتے ہیں۔ البتہ لوگ جانتے ہیں کہ مسئلہ فلسطین کیا ہے اور ہمارے عوام کی اکثریت ایسی ہی ہے۔ لوگ ہر سال ماہ مبارک رمضان کے آخری جمعہ جسے امام خمینی نے یوم قدس قرار دیا تھا، لوگ بڑے اور چھوٹے شہروں یہاں تک کہ گاؤں میں سڑکوں پر آتے ہیں۔ گرمی ہو یا سردی وہ حاضر ہوکر اپنا جذبہ ظاہر کرتے ہیں۔ ہم جو کچھ انجام دے رہے ہیں وہ ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم کسی پر احسان نہیں کررہے ہیں بلکہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہم خداوندعالم سے ان فرائض کی انجام دہی میں مدد کی درخواست کرتے ہیں۔

غزہ کانفرنس کی افتتاحی تقریب کے شرکاء سے خطاب ۲۷/ ۲/ ۲۰۱۰☆☆☆

عید کا دن قیامت کے دن کی مانند ہے

امیر المومنین علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک خطبۂ عید میں فرمایا: "ایھا الناس! ان یومکم، ھذا یوم مثاب فیہ المحسنون" اے لوگو! یہ وہ دن ہے جس میں نیک افراد خداوند عالم سے اپنی جزا اور اجر لیتے ہیں۔ روزہ، ماہ رمضان کی عبادتوں اور خواہشات نفسانی سے پرہیز کا اجر۔ "و یخسر فیہ المبطلون" اور جن لوگوں نے غلط اعمال انجام دئے ہیں وہ اس دن نقصان اٹھائیں گے۔ یہ جزا کا دن ہے۔ "وھو اشبہ یوم بیوم قیامکم" یہ روز قیامت کی شبیہ ہے۔ "فاذکروا بخروجکم من منازلکم الی مصلاکم، خروجکم من الاجداث الی ربکم" جب تم گھر سے مصلائے نماز کے ارادہ سے نکلتے ہو تو اس وقت کو یاد کرو جب قیامت کے دن اپنی قبروں سے نکل رہے ہوگے تاکہ قیامت کے عظیم میدان اور اجر و ثواب خداوندی کے مقام تک پہنچ سکو۔ "واذکروا بوقوفکم فی مصلاکم وقوفکم بین یدی ربکم" مصلائے نماز میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت اس دن کو یاد کرو جب قیامت کے دن پروردگار کے حضور کھڑے ہوگے اور حساب و کتاب کے لئے آمادہ ہورہے ہوگے۔ "واذکرو برجوعکم الی منازلکم رجوعکم الی منازلکم فی الجنہ" مصلی سے گھر کی طرف جاتے وقت اس دن کو یاد کرو جب میدان قیامت سے اپنے بہشتی مکانات کی طرف رہائش کے لئے روانہ ہورہے ہوگے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے بندگان خدا! " ان ادنی ما للصائمین والصائمات" قیامت کے دن یا ماہ رمضان کے آخر میں خداوند عالم روزہ دار مرد و عورت کو خداوند عالم سب سے کم جزا یہ دے گا کہ "ان ینادیھم ملک فی یوم آخر یوم من شھر رمضان" ماہ رمضان کے آخری دن انہیں مخاطب کرکے کہے گا: "ابشروا عباد اللہ" تمہیں بشارت ہو اے بندگان خدا! "فقد غفرلکم ما سلف من ذنوبکم" تمہارے گناہ بخش دیئے گئے۔ یہ ماہ رمضان کی جزا ہے۔

خطبہ نماز عید ۱۳/ ۳/ ۱۹۹۴

☆☆☆

ماہ مبارک رمضان ایک استثنائی موقع ہے

ممکن ہے کہ انسان پورے سال مختلف گناہوں میں گرفتار رہے اور خواہشات نفسانی کی پیروی اور اپنی بری خصلتوں کے زیراثر تدریجی طور پر رحمت خدا سے دور ہو جائے۔ ایسے انسان کو ہر سال پروردگار کی جانب سے ایک استثنائی موقع عطا کیا جاتا ہے۔ یہ موقع ماہ مبارک رمضان ہے۔ ماہ رمضان میں دل نرم ہو جاتے ہیں، روح میں نورانیت آ جاتی ہے، انسان خدا کی خاص رحمت کے دائرہ میں قدم رکھنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اور ہر آدمی اپنی استعداد اور کوشش کے مطابق عظیم خدائی ضیافت سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ اس ماہ مبارک کے ختم ہونے کے بعد نیا سال شروع ہونے کا دن یعنی روز عید ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں انسان ماہ رمضان کے نتائج سے استفادہ کرتے ہوئے خدا کے صراط مستقیم پر گامزن ہو سکتا ہے اور غلط راستوں سے بچ سکتا ہے۔

خطبۂ نماز عید ۲/ ۳/ ۱۹۹۵

☆☆☆

پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ سے عید فطر کی نسبت

عید فطر سے متعلق تعلیمات سے مجموعی طور پر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس دن کو وجود مقدس پیغمبر اکرم حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص نسبت ہے۔ شب عید فطر کی دعاؤں میں مختلف جگہوں پر یہ فقرے ملتے ہیں: "یا مصطفی محمد و ناصرہ" ، "یا مصطفیا محمدا و ناصرہ" "اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو منتخب کرنے والے اور اے ان کی مدد کرنے والے"۔ آج کی دعائے قنوت میں بھی ہم نے متعدد بار پڑھا: "الذی جعلتہ للمسلمین عیدا و لمحمد صلی اللہ علیہ و آلہ ذخرا و شرفا و کرامۃ و مزیدا"۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے وجود مقدس سے اس دن کا رابطہ واضح ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس عید فطر میں اس عظیم الشان شخصیت کی امت اپنے عظیم الشان رہبر اور الٰہی قائد کے سلسلہ میں مناسب اعمال انجام

دے تو وہ عید فطر جیسا کہ خدا چاہتا ہے اور اس نے مقرر کیا ہے، ایک حقیقی عید نبوی اور عید مصطفوی ہو گی۔

خطبۂ نماز عید ۲/ ۳/ ۱۹۹۵

☆☆☆

عید فطر؛ خداوند عالم سے جزا حاصل کرنے کا دن

شیخ صدوق علیہ الرحمہ امام صادق علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین نے عید فطر کے دن لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس خطبہ میں فرمایا: "فقال ایھا الناس ان یومکم ھذا یوم یثاب فیہ المحسنون و یخسر فیہ المسیئون" اے لوگو! یہ وہ دن ہے جس میں نیک بندے ثواب حاصل کرتے ہیں اور ماہ رمضان میں غلط اعمال انجام دینے والے نقصان اٹھاتے ہیں اور (رحمت خدا) سے محروم رہتے ہیں۔

جن لوگوں نے ماہ رمضان میں عبادت کی ہے اور اس معنوی موقع کو غنیمت شمار کیا ہے آج کے دن وہ خداوند عالم سے اپنی جزا لیں گے۔ عزیز جوانو، مومنین کرام اور اسلامی تعلیمات سے واقف افراد نے اس ماہ مبارک رمضان میں خالصانہ روزہ، تلاوت قرآن، نماز شب، گریہ و زاری، صدقہ اور جو کچھ بھی انجام دیا ہے، آج معنوی طور پر آپ سبھی کو اس کی جزا ملے گی۔

"و ھو اشبہ یوم بیوم قیامتکم" چونکہ یہ نیک افراد کے ثواب حاصل کرنے اور برے لوگوں کے نقصان اٹھانے کا دن ہے اس لئے قیامت کے دن جیسا ہے۔ جس طرح قیامت میں بھی ان لوگوں کو ثواب ملے گا اور ان پر خدا کی نظر عنایت ہو گی جنھوں نے دنیاوی زندگی میں نیک اعمال انجام دئے ہیں لیکن جن لوگوں نے غفلت، برے اعمال، ظلم، خداوند عالم کی نافرمانی، شھوتوں میں غرق رہ کر اور خود خواہی و خود پرستی میں زندگی گزاری ہے اس دن نقصان اٹھائیں گے۔

خطبۂ نماز عید ۲۹/ ۱/ ۱۹۹۸

☆☆☆

عید فطر، روزہ اور عبادتوں کا اثر

ماہ رمضان کا عید فطر پر ختم ہونا خود سبق آموز ہے۔ یعنی ماہ رمضان میں لوگوں کے روزہ و عبادات اور نفس امارہ اور اندرونی شیطان سے مقابلہ کرنے کا اثر یہ ہے کہ ان کے لئے ایک عید کا دن ہوگا جس کا مظہر لوگوں کا اجتماعی صورت میں ایک جگہ اکٹھا ہونا اور خداوند عالم کی جانب توجہ اور اس سے خاشعانہ رابطہ ہے۔

عید فطر کی مناسبت سے اسلامی جمہوریہ کے عہدیداروں سے ملاقات ۲۶/ ۱۱/ ۲۰۰۳

☆☆☆

عید فطر، توحید کلمہ اور کلمہ توحید کا دن

اگرچہ اسلام لوگوں کو عبادت، خودسازی اور ریاضت نفس کی دعوت دیتا ہے لیکن اس کی نگاہ میں یہ صرف انفرادی اعمال نہیں ہیں جن کے ذریعہ ہر شخص اپنی خاطر خدا سے رابطہ برقرار کرتا ہے بلکہ اس کے مطابق یہ رابطہ توجہ، ذکر، خشوع اور خدا سے توسل کا ایک وسیلہ ہے جس کے ذریعہ لوگ اپنی دنیا اور اپنا مستقبل بنانے میں ثابت قدم اور مستحکم رہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ بعض بزرگ شخصیات نے فرمایا ہے کہ امت مسلمہ کی سعادت و کامیابی کے دو یقینی اصول ہیں "کلمہ توحید" اور "توحید کلمہ" تو عید فطر اور اس دن میں نماز اور توسل، توحید کلمہ اور کلمہ توحید کا مظہر ہے کیونکہ یہ معنویت بھی ہے اور توسل اور خضوع و خشوع بھی۔ اس میں خدا پر ایمان کے ذریعہ دل کو مستحکم بھی کیا جاتا ہے اور نفس انسانی کی پریشان کن کیفیات میں سکون و اطمینان بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عید فطر تمام قوتوں کو یکجا کر کے میدان زندگی میں لانے کا دن بھی ہے۔

عید فطر کی مناسبت سے اسلامی جمہوریہ کے عہدیداروں سے ملاقات ۲۶/ ۱۱/ ۲۰۰۳

☆☆☆

حقیقی عید

ماہ رمضان کو عبادت، روزہ داری، توسل، ذکر اور خضوع و خشوع میں گزارنا اور عید فطر میں قدم رکھنا مومن کے لئے حقیقی عید ہے۔ یہ عید مادی و دنیاوی جشن اور تہوار جیسی نہیں ہے۔ یہ رحمت خدا اور مغفرت خدا کی عید ہے۔ یہ عید ان لوگوں کا شکریہ ہے جو ماہ رمضان کو عبادت خدا میں گزارنے، خدائی ضیافت میں شامل ہونے اور اپنی صلاحیت کے مطابق ذکر، دعا، توسل، خضوع و خشوع اور روزہ و نماز سے بہرہ مند ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ خدا کی بخشش و مغفرت کی امید میں عبادت و ریاضت کا ایک دور گزارنے والے مسلمانوں کی عید ہے۔

خطبۂ نماز عید ۴/ ۱۱/ ۲۰۰۵

☆☆☆

عید اور خوشی کا دن

سُوید بن غفلہ امیر المومنین کے دوستوں میں سے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ جملہ نقل ہوا ہے کہ "من کان من اولیاء امیر المومنین" وہ امیر المومنین کے نزدیکی افراد میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں عید کے دن امیر المومنین کے گھر پر گیا۔ "فاذا عندہ فاثور ای خوان" آپ کے سامنے دستر خوان بچھا ہوا تھا اور آپ غذا تناول فرمارہے تھے۔ "وصحفہ فیھا خطیفۃ و ملبنہ" آپ کے سامنے بہت معمولی سا کھانا رکھا ہوا تھا۔ "خطیفہ" (ناداروں اور فقیروں کی غذا ہے جو دودھ اور آٹا ملا کر بنائی جاتی تھی۔) "فقلت یا امیر المومنین یوم عید و خطیفہ" میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ عید کے دن اتنا معمولی کھانا کھارہے ہیں؟ عام طور پر عید کے دن لوگ بہترین کھانا کھاتے ہیں اور آپ ایسا کھانا کھارہے ہیں؟ "فقال: انما ھذا عید من غفر لہ" آج عید کا دن ہے لیکن اس کے لئے جس کے شامل حال خدا کی مغفرت ہو گئی ہو۔ یعنی آج کے دن کے عید ہونے کا تعلق رنگ برنگے کھانوں اور وقتی خوشیوں سے نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ عید ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے مغفرت خدا حاصل کرلی ہے۔

ایک دوسرے جملہ میں امیرالمومنین نے فرمایا: "انما هو عید لمن قبل الله صیامہ و شکر قیامہ" عید فطر اس کے لئے عید ہے جس کے روزے خدا قبول کرلے اور اس کی نماز و عبادت کا شکریہ ادا کرے۔ "و کل یوم لا یعصی الله فیہ فهو یوم عید" جس دن ہمیں اور آپ کو یہ توفیق مل جائے کہ ہم سے کوئی بھی گناہ سرزد نہ ہو تو وہ عید اور خوشی کا دن ہے۔

خطبۂ نماز عید ۴/ ۱۱/ ۲۰۰۵

☆☆☆

عید فطر، عید شکر

عید فطر درحقیقت عید شکر ہے۔ ایک مہینہ خدا کی میزبانی، روزہ داری، عبادت، ذکر، خضوع و خشوع اور خدا کی بارگاہ میں توسل کا شکر۔ واقعاً اس شکر کے لئے مومن کو عید منانا چاہیے۔

ہماری ملت نے واقعاً ماہ مبارک رمضان سے استفادہ کیا۔ تمام طبقات، تمام اجتماعی گروہ، مختلف سلیقہ اور طرز فکر کے لوگ اور وہ لوگ جو اپنی روزمرہ زندگی، اپنے لباس اور اپنے عادات و اطوار میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، سبھی آئے تھے۔ مسلمان قوم کے دین اور دینی واسلامی تعلیمات کا قلبی استقبال ایک نعمت ہے اور ہم خدا کا اس نعمت پر شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ ملت ایران کا ایک امتیاز ہے۔

خطبۂ نماز عید ۱۳/ ۱۰/ ۲۰۰۷

☆☆☆

ماہ رمضان میں انسان کے لئے عملی سبق

اس ماہ رمضان کے ہمارے لئے کچھ سبق ہیں لیکن یہ ایسے سبق نہیں ہیں جنہیں عام طور پر استاد یا کتاب سے سیکھا جاتا ہے بلکہ وہ سبق ہیں جنہیں انسان عملی مشق اور بڑے اجتماعی کام میں حاصل کرتا ہے۔ پہلا درس خدا سے رابطہ اور اس ذات احد و محبوب سے قلبی لگاؤ کی حفاظت ہے۔ آپ نے اس سبق کی لذت محسوس کی اور ملاحظہ فرمایا کہ کتنی آسانی کے ساتھ خدا سے رابطہ برقرار کیا جاسکتا ہے۔ "و ان الراحل الیک قریب المسافة و انک لا تحتجب عن خلقک الا ان یحجبهم

الاعمال دونک" خداتک پہنچنے کا راستہ مختصر ہے۔اسے آپ نے شب قدر میں اور توسل، زیارت اور دعا کے موقع پر محسوس کیا۔آپ نے خدا سے راز و نیاز کیا، خدا کی بارگاہ میں اپنا تحفۂ دل پیش کیا اور خدا سے رشتۂ الفت و محبت مضبوط کر لیا۔آپ اس لذت کو محفوظ رکھیے۔اس رابطہ کو ٹوٹنے نہ دیجئے۔

دوسرا سبق ایک ملت کے مختلف سلیقوں اور طرز فکر کا دین و توحید کے گرد جمع ہونا ہے۔ ہم جب قومی اتحاد کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایران متحد ہے تو یہ اتحاد و یکجہتی بے بنیاد نہیں ہے، صرف کسی تلقین اور حکم کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس اتحاد کا پشت پناہ دین و ایمان ہے۔ دین اور عقیدہ ہمیں ایک مرکز کی جانب لے جاتا ہے اور وہ مرکز توجہ، ذات پروردگار عالم ہے۔ یہ ہمارے ملی اتحاد کا سبب ہے۔ یہ دلوں کو ایک دوسرے سے نزدیک کرتا ہے اور نرم کرتا ہے۔ نماز جماعت میں، نماز جمعہ میں، مراسم شب قدر میں، قرآن سر پر رکھنے اور دعا و گریہ و زاری کرنے کے دوران آپ کے بغل میں جو شخص ہے وہ چاہے جیسے طرز فکر، سلیقہ، سماجی گروہ اور قیافہ کا ہو آپ کا بھائی، ساتھی اور خدا کی بارگاہ میں آپ کا ہمراز ہے۔اس قلبی تعلق کی حفاظت کیجیے۔

دوسرا سبق اپنے اوپر سختی کرنا اور انفاق کرنا ہے۔ بھوکا پیاسا رہنا اور صبح سے اذان مغرب تک روزہ رہنا اپنے اوپر سختی کرنا ہے۔ بہت سے لوگوں نے روزہ داری کے ذریعہ اپنے اوپر سختی کی اور مختلف قسم کے انفاق کئے۔ یہ دیکھ کر کتنی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ امام مجتبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شب ولادت میں کسی روٹی پکانے والے کے یہاں لکھا ہوا ہے کہ آج امام حسن کی محبت میں اس " نانوائی " کی روٹی کا معاوضہ پیسہ کے بجائے صلوات ہے۔ جو بھی روٹی لینا چاہتا ہے آ کر لے جائے۔ لوگوں کا نئی راہیں نکال کر مسجدوں اور دیگر جگھوں پر بغیر کسی نام کے افطار میں انفاق کرنا ایک دوسرا سبق اور دوسری مشق ہے۔ ہمیں اپنے اوپر سختی کرنا چاہیے اور انفاق کرنا چاہیے۔

خطبۂ نماز عید ۱۳/ ۱۰/ ۲۰۰۷

☆☆☆

عید فطر کی دو ممتاز خصوصیات

عید فطر کی دو ممتاز خصوصیات ہیں۔اس کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ ماہ مبارک رمضان میں شرعی

والٰہی ریاضتوں کے زیر اثر مومنین کے قلب و روح میں پاکیزگی و طہارت کی کیفیت وجود میں آتی ہے۔ انہی ریاضتوں میں سے ایک روزہ ہے جس میں انسان اپنے اختیار اور ارادہ سے طولانی مدت تک مادی لذات سے پرہیز کرتا ہے اور روزہ داری کے دنوں میں اپنی خواہشات نفسانی پر غالب آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن سے انسیت، کلام خدا کی تلاوت، قرآنی مفاہیم و تعلیمات سے واقفیت، ذکر، دعا، گریہ وزاری اور ماہ مبارک رمضان بالخصوص شبہائے قدر میں انسان کے خدا کی جانب متوجہ ہونے اور اس سے مانوس ہونے سے دل میں نورانیت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

دوسری خصوصیت آپ کی نماز میں ظاہر ہوتی ہے۔ عید فطر عوام کے حقیقی اور قلبی اتحاد کا مظہر ہے۔ لوگوں کا متحد ہونا اور ایک ساتھ حبل اللہ سے تمسک اختیار کرنا بہت اہم اور باقدر و قیمت ہے۔ ہمیں اسے اپنے لئے محفوظ کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ماہ رمضان کا معنوی نتیجہ ہے۔

خطبۂ نماز عید ۱/ ۱۰/ ۲۰۰۸

☆☆☆

ماہ رمضان کے سبق

ایک سبق یہ ہے کہ خداپرست انسان کا ارادہ پرکشش خواہشات نفسانی، ہوا و ہوس اور مادی لذتوں پر غالب آسکتا ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک بہت اہم نکتہ ہے۔ کبھی انسان اپنے آپ کو تلقین کرتا ہے کہ میں خواہشات نفس پر غالب نہیں ہوسکتا ہوں۔ ماہ رمضان کا روزہ انسان کے لئے یہ ثابت کردیتا ہے کہ اگر وہ مستحکم ارادہ کرلے تو خواہشات پر غالب اور کامیاب ہوسکتا ہے۔ بری اور ناپسند خصلتوں کو مضبوط ارادہ اور خداپر توکل کے ذریعہ مغلوب کیا جاسکتا ہے اور خود کو ان سے نجات دی جاسکتی ہے۔ اس ارادہ کی تاثیر ہمارے لئے بہت اہم درس ہے۔ یہ مضبوط ارادہ ہمیں مادی و معنوی میدانوں میں پسماندگی کا سبب بننے والی تمام انفرادی اور اجتماعی بری عادتوں سے دور کرسکتا ہے۔

دوسرا درس یہ ہے کہ ماہ رمضان میں افراد کے اندر دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ عام ہوجاتا ہے۔ انسان کی خودپرستی دوسروں کے بارے میں فکرمندی سے مغلوب ہوجاتی ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیے کہ

گذشتہ برسوں میں اور اس سال کتنے افراد نے بغیر کسی نام پتہ کے مساجد اور یہاں تک کہ بعض علاقوں میں سڑکوں پر لوگوں کی میزبانی کی اور نجی دعوتوں میں عام طور پر موجود تکلفات کے بغیر افطار مہیا کر کے لوگوں کو اپنے دستر خوان پر دعوت دی۔ یہ تعاون اور دوسروں کے لئے خیر خواہی کی کیفیت بہت قیمتی ہے جو انسان کو پاکیزہ بناتی ہے۔ یہ دوسروں کی خیر خواہی کو خود پرستی پر اور دوسروں کے مفادات کو اپنے مفادات پر ترجیح دینا ہے جو زیادہ تر ماہ رمضان کے معنوی جذبات کا نتیجہ ہے۔

خطبۂ نماز عید ۱/ ۱۰/ ۲۰۰۸

☆☆☆

توجہ اور توسل لطف خدا ہے

خدا کی جانب توجہ اور اس سے توسل کی توفیق خدا کا لطف و کرم ہے۔ یہ پروردگار کی جانب توجہ ہے کہ امام سجاد علیہ السلام ماہ مبارک رمضان کی الوداعی دعا میں فرماتے ہیں: "تشکر من شکرک و انت الھمتہ شکرک" خدایا! تو ہی شکر گزاروں کے دلوں پر شکر کا الہام کرتا تھا۔ "و تکافی من حمدک و انت علمتہ حمدک" تو نے ہی اپنی حمد کرنے کی توفیق اور تعلیم دی۔ شاعر کے بقول:

گفت آن اللہ تو لبیک ماست   وآن نیاز و درد و سوزت پیک ماست

خدا نے کہا کہ تمہارا اللہ اللہ کرنا اور مجھے پکارنا ہی ہماری صدائے لبیک ہے اور تمہارا احساس ضرورت، درد اور سوز جگر ہمارا قاصد ہے۔

درحقیقت یا اللہ کہنا، انسان کا خداوند عالم سے مانوس ہونا اور خدا سے گفتگو کرنا خدا کی دی ہوئی لطف و توفیق ہے۔ خود "یا اللہ" میں قبولیت پوشیدہ ہے۔ آپ سب نے اور بالخصوص جوانوں نے اپنے پاکیزہ، نورانی اور خالص دل میں یہ لذت محسوس کی۔ اسے ختم نہ ہونے دیجئے۔ نماز پنجگانہ، تلاوت قرآن، مساجد، منقول دعائیں، صحیفہ اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں سے استفادہ کیجیے تاکہ پاکیزگی کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ یہ عید فطر کی ایک نمایاں خصوصیت ہے کہ اس دن آپ ماہ رمضان سے پیدا ہونے والی نورانیت کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

خطبۂ نماز عید ۱/ ۱۰/ ۲۰۰۸☆☆☆

نماز عید، نعمت خدا کا شکرانہ ہے

ایک اعتبار سے نماز عید ماہ رمضان میں خدا کی نعمتوں کا شکرانہ ہے۔ ہم نے نماز عید میں بارہا خداوندعالم سے عرض کیا: "ادخلنی فی کل خیر ادخلت فیہ محمدا و آل محمد" ہمیں بھی اس بہشت ایمان و اخلاق میں داخل فرما جس میں تونے اپنے منتخب بندوں کو جگہ دی ہے۔ "و اخرجنی من کل سوء اخرجت منہ محمدا و آل محمد" اور ہمیں بھی اس ناشایستہ عمل، اخلاق اور عقیدہ کی دوزخ سے خارج کردے جس سے تونے کائنات کی ان عظیم الشان شخصیتوں کو محفوظ کیا ہے۔ ہم عید کے دن اپنے لئے یہ عظیم ہدف معین کرتے ہیں اور اسے خدا سے طلب کرتے ہیں۔ البتہ ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ اس صراط مستقیم پر باقی رہنے کی سعی و کوشش کرتے رہیں۔ یہی تقویٰ ہے۔

خطبۂ نماز عید ۲۰/ ۹/ ۲۰۰۹

☆☆☆

تیری راہ کے دشمنوں سے دوستی نہیں ہو سکتی

صحیفہ سجادیہ کی ۴۴ویں دعا جو ماہ رمضان میں داخلہ کی دعا ہے اور امام سجاد (علیہ السلام) اسے پڑھتے تھے، امامؑ خداوندعالم سے بہت سی چیزوں کی درخواست کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک درخواست یہ ہے: "و ان نسالم من عادانا" خدایا! تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہم اپنے تمام دشمنوں سے صلح کرلیں۔ اس کے فوراً بعد فرماتے ہیں: "حاشی من عودی فیک و لک فانہ العدو الذی لا نوالیہ والحرب الذی لانصافیہ" سوائے اس دشمن کے جس سے تیری اور تیری راہ کی خاطر دشمنی کی۔ یہ وہ دشمنی ہے جس کے بارے میں ہم صلح کی گفتگو نہیں کریں گے اور ہمارا دل ان کی جانب سے صاف نہیں ہو گا۔

خطبۂ نماز جمعہ، حرم امام خمینی (رہ)، تہران، ۴/ ۶/ ۲۰۱۰

☆☆☆